ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش برادر معظم جناب حاجی محمد سعید صاحب سلمہ اللہ الواہب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

ارشاد فی مسئلۃ الضاد

باہتمام کمترین محمد فخر الدین مہتمم و مالک مطبع ابن جناب حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم و مغفور

۱۳۲۱

در مطبع فخر المطابع واقع گولہ گنج لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدلنا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدلنا اللہ - اما بعد یہ ایک بیان ہی مسمّی بالارشاد فی مسئلۃ الضاد بعنوان
استفتا مع الجواب کے اور قول فیصل اور محاکمہ ہی اُس نزاع و فساد کا جو مدت دراز سے اس ملک کے خواص و عوام مین قراءۃ
ضاد کے مقدمے مین چلا آتا ہی کہ بعضے اسکو مشابہ ظا کے پڑھتے ہین اور اکثر عوام مانند دال خالص کے اور بعض خواص مانند دال
پُر کے پڑھتے ہین اور کوئی دال کے ساتھ واؤ بھی ملا لیتے ہین یعنی دواد پڑھتے ہین اور خراسانی اہل غزنین وغیرہ کتنے افغانون
سے غداد سنا گیا ہی یعنی وہ لوگ غین اپنی طرف سے بڑھا دیتے ہین اور خود اس فقیر کا اپنے کانون کا سنا واقعہ ہی کہ مقام کنار
علاقہ افغانستان مین بڑے حاجی صاحب مرحوم کے وقت مین جو مشہور بزرگ اور معاصر اخوند صاحب سوات علیہ الرحمہ کے
تھے ایک امام ضعیف العمر کو دیکھا کہ ولا الضالین کو ولغدوالین پڑھتا تھا الغرض اسیطرح کوئی کچھ پڑھتا ہی اور کوئی کچھ اور
ہر فریق اپنی قراءۃ کو صحیح بتاتا ہی اور دوسرون کی قراءۃ کو غلط ٹھہراتا ہی اور یہ اختلاف باہم موجب طعن و تشنیع و سب و شتم
کا ہو رہا ہی بلکہ کہین کہین مار پیٹ بھی ہو جاتی ہی انا للہ وانا الیہ راجعون و در اصل کوئی فریق ان مین خالی افراط و
تفریط سے نہین کاش سب اپنی نفسانیت و تعصب سے جدا ہو کر اس قضیہ کا فیصلہ تصانیف سلف صالحین و روایات و
اقاویل ائمہ دین پر چھوڑ دیتے پھر بعد تحقیق و تتبع او ظاہر ہونے امر حق کے ہمہ تن اسکے پابند ہو لیتے تاکہ اس ناحق
جنگ و جدال و اختلاف فی القرآن مین جو باعث ہلاک ابدی و نقصان دینی و دنیوی ہی نہ پڑتے صحیح یا غلط پڑھنا تو ایک
طرف رہا باہم سب و شتم اور لڑائی و فساد بلا پر بلا اور ستم پر ستم ہی الغیاث الغیاث احادیث مین ایسے اختلاف سے سخت نہی آئی
ہی اختلاف فی القراءۃ زمانہ نبوی و صحابہ سے برابر چلا ہی آتا ہی کیونکہ افراد بشر کو حق تعالی نے مختلف اللسان بنایا ہی

ب آدمی تلفظ مین یکسان نہین ہین وبا اینہمہ کسی زمانے مین یہ امر باعث اتنی سخت گیری یا باہمی فساد و غوغا کا نہین ہوا
ا کہ اس زمانے مین ہو پڑا ہی اللھم احفظنا غلط پڑھنے والیکو بتا دینا آیا ہی کہ صحیح پڑھ نہ یہ کہ اُسے دشمن سمجھ لیا جاوے
ا سپر بھی لازم ہی کہ بتانیوالے کا احسان مانے آزردہ نہووے جسطرح وہ بتاوے اُسکے سیکھنے مین کوشش کرے
غلطی پر اڑ نہ رہے اگر باوجود کوشش کے بھی صحیح نہ پڑھ سکے تب معاف ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مگر مدت العمر
ش نہ چھوڑے۔ حق سبحانہ کا یہ کرم کہ کسی بندے پر اُس کی طاقت سے زیادہ بار نہین ڈالتا بھول چوک نہین پکڑتا
حرف کے عوض دس دس حصہ ثواب عطا فرماتا ہی جس کے منہ سے صحیح حرف آسانی سے نہ نکل سکے اور وہ بار
سکے پڑھنے مین کوشش کر کر مشقت اُٹھاوے تو اُسکو دوھرا اجر ملتا ہی اور جسکو جہان سے آسان معلوم ہو
ے پڑھے اور جتنا پڑھ سکے اُتنا ہی پڑھے کسی خاص حصے اور مقدار کا تقید نہ فرمایا بحدث یعنی بے وضو
کے لیے بھی قراۃ مباح فرمادی اور جناب نبوتی کی یہ شفقت کہ قراۃ کی آسانی چاہنے مین بار بار سوال و مراجعت
تے رہے یہانتک کہ درگاہ الٰہی سے سبعۃ احرف تک کی اجازت آگئی جیسا کہ احادیث آئندہ سے واضح ہوگا پھر
ی عنایات پر نظر نکر کے آپس مین جھگڑنا سراسر ناشکری اور احسان فراموشی ہی خدا و رسول کی جابرؓ سے مروی
ا یکدن باہر نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ چند آدمی جنمین عربی و عجمی دونون قسم کے لوگ موجود تھے
ۃ قرآن مین بایکدیگر مشغول تھے سو فرمایا کہ پڑھے جاؤ تم سب اچھا پڑھتے ہو پھر عنقریب ایسے لوگ آوینگے
سکو سیدھا کرینگے جیسے تیر کو سیدھا کرتے ہین یعنی نہایت سنوار کے پڑھینگے اور بہت مبالغہ اختیار کرینگے عمل قراۃ
ی وہ لوگ دنیا ہی مین اُسکا فائدہ لے لینگے آخرت کیواسطے کچھ نہ رکھینگے یعنی ریا اور نمود کیواسطے پڑھینگے تو اُنکو
ت مین وہ پڑھنا کچھ کام نہ آویگا۔ رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ۔ اس حدیث سے
وم ہوا کہ اصل اس مقام مین للہیت اور نیت صالح ہی ظاہری سنوار و بگاڑ کا عند اللہ کچھ اعتبار نہین یہی وجہ
بعض بزرگان دین جیسے امام رازیؒ و امام غزالیؒ وغیرہما تمیز مخارج مین زیادہ زور لگانا ضرور نہین جانتے
ہی قبیل سے ہی تجویز فرمانا امام اعظمؒ حضرت ابو حنیفہؒ کا قراءت فارسیہ کو واسطے غیر معذور کے قراۃ
بیہ سے کہ قراۃ عربیہ کے الفاظ کی فصاحت و بلاغت و حسن نظم کیطرف ذہن متوجہ ہو کر اصل مقصود سے
حضور مع اللہ اور تدبر و تفکر فی المعانی ہی غفلت آجاویگی چنانچہ اسوجہ کی نور الانوار مین تصریح موجود ہی
ضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ مین نے ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ نماز مین سورۂ فرقان میری قراۃ کے خلاف پڑھ
ہی مجھسے رہا نہ گیا چاہا کہ وہین پکڑلون مگر نماز کے لحاظ سے تھم گیا بعد نماز نہایت درشتی سے اُسے کھینچتا ہوا حضرت

پاس لیچلا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جسطرح آپنے مجھے پڑھایا ہے اُسکا اُلٹا یہ پڑھتا ہے فرمایا کہ چھوڑ دے
اُسکو پھر اُسکو فرمایا کہ پڑھ اُسنے اُسی طرح پڑھا جیسا کہ میرے سامنے پڑھا تھا فرمایا کہ ایسا ہی نازل ہوا
پھر مجھے فرمایا کہ تو بھی پڑھ مین نے جیسا مجھکو آتا تھا پڑھا فرمایا کہ ایسا ہی نازل ہوا ہے بے شک یہ قرآن اترا
سات حرفون پر سو پڑھو جسکو جسطرح آسان معلوم ہو متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ ابن مسعودؓ بھی اسیطرح ایک شخص
غلط خوان سمجھکر حضور مین پکڑ لائے تھے آپ بہت ناخوش ہوے اور فرمایا کہ تم دونون اچھا پڑھتے ہو پس تم لوگ آپس
جھگڑا نہ کیا کرو البتہ تمسے اگلے لوگون یعنی یہود و نصاریٰ نے ایسے ایسے جھگڑے کیے تو ہلاک ہوے۔ رواہ البخاری
کذا فی المشکوٰۃ۔ ابی بن کعبؓ بھی ایک مرتبہ دو شخصون کو جنکی قرأت مین نہ آپسمین ملتی تھین اور نہ انکی قراءۃ سے
موافقت رکھتی تھین پکڑ لے گئے حضرتؐ نے اُن دونون کی قرارت سنکر فرمایا کہ اچھا پڑھتے ہین ابی کہتے
ہین کہ میرے دل مین کچھ وسواس سا پڑ گیا حضرتؐ نے نور باطن سے میرا حال پا لیا اور دست مبارک میرے
مین مار کر یکایک مجھے پسینہ آگیا اور وہ وسواس یکبارگی دل سے جاتا رہا پھر فرمایا کہ اے ابی مجھے حکم ہوا کہ قرآن
کو ایک لغت مین پڑھون تو مین نے سوال کیا کہ میری امت پر تخفیف ہو تو دو لغت مین پڑھنے کا حکم پہونچا پھر مین
وہی سوال کیا تو سات لغت مین پڑھنے کی اجازت ملگئی۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی و احمد و ابوداؤد و النسائی کذا فی
المشکوٰۃ۔ اور اُن ہی سے مروی ہے کہ ملاقی ہوئے جبرئیلؑ آنحضرتؐ سے پس فرمایا آپنے کہ اے جبرئیلؑ مین
گیا ہون طرف اُمی امت کے جنمین بڑھیان اور بڈھے اور غلام اور لونڈیان اور ایسے لوگ ہین جو محض
ناخواندہ ہین تو کہا جبرئیلؑ نے کہ یا محمدؐ بیشک قرآن اتارا گیا ہے سات حرفون پر۔ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ
ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھایا مجھکو جبرئیلؑ نے قرآن ایک حرف
پھر بار بار زیادتی کا سوال کرتا گیا مین اور وہ زیادہ کرتے گئے یہانتک کہ سات حرف تک پہونچے۔ کہا ابن شہاب
نے جو راویون مین سے اس حدیث کے ہین کہ مجھے یون پہونچا ہے کہ ان سبعۃ احرف کی گنجایش وہین ہوگی کہ جہان حرام
اور حلال حلال نہ ہے یعنی اختلاف لفظ کے سبب سے معنی متغیر فاحش نہو جاوین بلکہ اصل مطلب سبکا ایک ہو متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

مولوی عزیز الرحمن صاحب مفتی مدرسہ نے بھی نہایت دلنشین اور محققانہ جواب ارسال فرماکر ممنون فرمایا اگر گنجایش مقام ہوتی تو البتہ اسکی نقل بھی درج ہوتی ۱۲

استفتا

یا فرماتے ہین علماے دین و فضلاے محققین اس مسئلے مین کہ آجکل کے اکثر حافظ وغیر حافظ عرب و عجم کے لفظ ضالین کو دالین
دال مہملہ خالص یا پُر سے پڑھتے ہین اور کتنے واؤ کی ملونی سے دوالین پڑھتے ہین اور اسیطرح جہان حرف ضاد آتا ہی اُسکو ایسا ہی
پڑھتے ہین اور مشہور کرتے ہین مرواج عام اور کثرت کی نسبت ملکون مین پشت در پشت یہی رواج چلا آتا ہی اپنے اُستادان و پیشواون سے
اسیطرح سنتے آئے ہین اور کتنے لوگ ضالین پڑھتے ہین خا معجمہ سے اور اسیطرح جہان حرف ضاد آتا ہی اُسکو ظا سے تبدیل
کرتے ہین اُنکی سند یہ ہی کہ ضاد کا کما ینبغی ادا کرنا بہت دشوار ہی بوجہ سخت شابہت کے ساتھ ظا کے جیسا کہ ائمہ قراۃ وغیرہم کا
اُسپر اتفاق ہی اور فقہا بھی اسمال مین اجازت دیتے ہین تبدیل ضاد بالظا کی چنانچہ فلان فلان کتاب مین یہ حکم موجود ہی اب
اہل زمانہ کا حال تو اظہر من الشمس ہی کہ دین کے کام مین سراسر حیلہ جو اور سست ہمت ہو رہے ہین ایسون کو اشارہ سا ملجانا اس امر
کا کہ ضاد کے عوض ظا پڑھ لینا بھی درست ہی بس ہی اور نہ پوچھینگے کہ کس کے لئے اور کس حال مین یہ حکم ہی سب سی کروٹ
پر اولٹ پلٹ پڑینگے بلکہ دیکھا ہی جارہا ہی کہ جابجا بے تکلف ظالین پڑھنے کا چرچا عموما جاری ہی بچونکو ابتدائی تعلیم مین
یہی سکھایا جاتا ہی رعایت تجوید و تمیز مخارج کو بالکلیہ لوگون نے چھوڑ رکھا ہی سو گذارش ہی کہ ان دونون سندون سے
کونسی سند معتبر ہی رواج عام کی یا حوالہ کتب کی اور فقہا نے جو اجازت دی ہی تو وہ کیسی اجازت ہی علی الاطلاق یا
مقید کسی قید اور مشروط کسی شرط کے ساتھ ہی و نیز نماز کس فریق کی قراءۃ سے صحیح اور کسکی قراءۃ سے فاسد ہوگی بینوا توجروا

الجواب

اقول وباللہ الاعتصام سند کثرت اور رواج عام کی کسی امر مین لیوارت دینے سے بے اصل محض اور لغو ہی ہر چند زمانہ دراز
سے کوئی امر مروج چلا آتا ہو لیکن کتب شرع سے اُسکی اصل نہ ملتی ہو تو اُسکا کچھ اعتبار نہین سند وہی معتبر ہی جسکا ثبوت صراحۃً یا
اشارۃً کتاب و سنت یا دیگر کتب معتبرہ شرعیہ سے نکلتا ہو اور رواج بھی وہی رواج قابل اعتبار ہی جو زمانہ نبوی یا اصحابہ
یا تابعین یا تبع تابعین مین پایا گیا ہو فریقین کو چاہیے کہ مطابق ہدایت سطورہ بالا کے تعصب و عناد سے یکسو ہو کر
تن اسطرف متوجہ ہو کر غور سے سنین اور انصاف سے دیکھین کہ کتب شرع سے کیا فیصلہ ظاہر ہوتا ہی یہ فقیر بلا لحاظ
پاسداری احد الطرفین صاف صاف حق کو بیان کر دیگا انشاء اللہ تعالی وما علینا الا البلاغ مختصر و خلاصہ بیان
نندہ کا یہ ہی کہ حتی المقدور کوشش کرنا تصحیح حروف و تمیز مخارج مین سب پر فرض ہی بلا عذر با وجود قدرت صحیح ادا کرنے
کے عمدا جو شخص مثلا ضاد کو ظا یا دال پڑھے گا وہ بیشک گمراہ ہی اور نماز اُس کی فاسد اور بعض روایات مین اُسپر
کفر کا حکم آیا ہی مخرج ہر ہر حرف کا جداگانہ ہی پس اسیطرح ضاد اور ظا اور دال ان تینون کا بھی اپنا اپنا مخرج خاص ہی

ہر ایک کو اسکے خاص مخرج سے مع رعایت دیگر صفات کے حتی الوسع ادا کرنا ضرور ہی اور جو کوئی معذور ہو
یعنی ہر چند کہ کوشش و ریاضت مین کمی نہین کرتا مگر تب بھی اُس سے ادا نہین ہو سکتا سو اس سے جو ہو سکے وہی کافی ہی
اور چونکہ ضاد کا کما حقہ ادا کرنا واقعی دشوار ہی اور امتیاز اسکا ظا سے بسبب تشارک اکثر صفات کے سخت مشکل ہی جیسا کہ
روایات آیندہ سے واضح ہوگا لہذا جو شخص اسکے کما ینبغی ادا کرنے سے عاجز ہو وہ اسکے عوض ظا پڑھ سکتا ہی یا وہ بھی
نہو سکے تو ذال معجمہ پڑھے اور دال مہملہ ہرگز نہ پڑھے کہ ضاد اور دال مہملہ کا کچھ تشابہ و تشارک آپس مین نہین ہی پس جو لوگ
یہ کہتے ہین کہ ضاد کو ظا سے بدلنا مطلقاً کسی کے حق مین جائز نہین یا جو لوگ مطلقاً جائز کہتے ہین معذور و غیر معذور اور
عمد و غیر عمد کا کچھ فرق نہین کرتے یہ دونون فریق راہ انصاف سے برطرف اور کتب شرع سے برخلاف چلتے ہین
اب ہم پہلے بالتفصیل وہ روایات ذکر کرتے ہین جنمین تاکید آئی ہی کہ ہر ہر حرف کو حتی المقدور کما ینبغی اُسکے مخرج
سے ادا کرنا چاہیے باوجود قدرت کے رعایت نکرنیوالا گنہگار یا کافر ہی اور نماز اُسکی فاسد و امامت اسکی ناجائز ہی

فصل تفسیر فتح العزیز مین قولہ تعالی ورتل القرآن ترتیلا کے متعلق لکھا ہی کہ ترتیل در لغت روشن و واضح
خواندن را می گویند و در شرع چند چیز در خواندن قرآن ضرورست تا کمال ترتیل حاصل شود اول تصحیح حروف کہ بجاے ضاد ظا
و بجاے طا تا نہ بر آید انتہی اور اُسمین متعلق آیہ وما ہو علی الغیب بضنین کے لکھا ہی و فرق درمیان ضاد و ظا بسیار مشکل
است اکثر خوانندگان این ہر دو را یکسان می بر آرند نہ در مقام ضاد ضاد میشود و نہ در مقام ظا ظا مخرج این ہر دو حرف
را جدا جدا شناختن قاری قرآن را ضرورست انتہی اور قواعد القرآن و نہایات البیان مین لکھا ہی کہ ضاد و خواہر زین
حروف بر زبان سست باید کہ نیک رعایت کند تا شاید ظا یا زا نشود انتہی اور رعایہ مین ہی ولابد للقاری من التحفظ بلفظ الضاد
حیث وقعت الی ان قال ومتی فرط فی ذلک اتی بلفظ الظاء او الذال یعنی قاری کو ضرور ہی کہ ضاد کو خوب سنبھال کر پڑھے جہان
کہین آئے اور جب کچھ قصور کریگا تو ظا یا ذال بن جاویگا اور اوسی مین لکھا ہی فہو امر یقصر فیہ اکثر من رأیت من القراء والائمہ
یعنی ہمنے بہت قاریون اور امامون کو دیکھا کہ ضاد کے سنبھالنے مین قصور کرتے ہین اور مجالس الابرار کی مجلس سادس
والعشرون مین بہت طویل بیان ہی جسکا خلاصہ منقول ہوتا ہی قال الاصفہانی ما لم یتواتر من القراءۃ الشاذۃ فحکمہا فی الصلوۃ حکم کلام
البشر واذا لم یکن الشاذ فیہ حکم القرآن و لم یجز قراءتہ فی الصلوۃ فما ظنک بالقراءۃ التی لیس من القراءات المتواترۃ
ولا من القراءۃ الشاذۃ بل ہی لحن محض ہل یکون لہ حکم القرآن و ہل یجوز قراءتہ فی الصلوۃ التی ہی فرض علی الناس
بعد الایمان احد ارکانہا قراءۃ القرآن الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرء بافصح اللغات ولا تحقیق لذلک الا بالتجوید
فعلی ہذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانہ تعالی انزل القرآن بالتجوید حیث قال و رتلناہ ترتیلا والمراد بالترتیل التجوید بل

ان علیا رضہ سئل عن قولہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف فاذا کان التجوید فرضا یکون
ما ینافیہ حراما لان القرآن انما کان معجزا بالفصاحۃ لفظا وبلاغۃ معناہ فقراءتہ بالتجوید قراءۃ لہا بالفصاحۃ واذا لم یقرء بالفصاحۃ
یکون لحنا والمراد باللحن ہہنا الخطاء والمیل عن الصواب وہو جلی وخفی اما الجلی فہو خطاء یطرء الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع
ویفسد الصلوٰۃ وہو قد یکون بنقص حرف وزیادتہ وابدالہ الی حرف آخر واما الخفی فہو خلل یطرء الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوٰۃ
بل یخل بالفصاحۃ ویورث القباحۃ ولذا حرم فی القرآن کما ذکر فی البزازیۃ ان اللحن فیہ حرام بلا خلاف اذ قال اللہ تعالیٰ قرآنا
عربیا غیر ذی عوج وہو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتحقیق الغنۃ وغیر ذلک من ترک الادغام فی
محل الادغام وترک الاخفاء فی محل الاخفاء وترک الاظہار فی محل الاظہار وترک الاقلاب فی محل الاقلاب وترک التفخیم فی محل التفخیم وترک الترقیق
فی محل الترقیق فان ذلک کلہ وان لم یخل بالمعنی بل انما یخل باللفظ لفساد رونقہ وذہاب حسنہ لکن یخل بالفصاحۃ ولا قائل
من اہل الایمان بعدم فصاحۃ القرآن ولذلک حرمت ہذہ التغیرات کلہا فی الصلوٰۃ وغیرہا بیان ذلک ان القرآن انما نزل
بافصح اللغات التی ہی لغۃ العرب العرباء وہی لغۃ قریش وہذیل وہوازن وثقیف وطی والیمن وبنو تمیم فلا بد ان یراعی فیہ قواعد
لغتہم من اخراج الحروف من مخارجہا ومحافظۃ صفاتہا فالقاری اذا لم یراع ذلک کانہ قرأ القرآن بغیر لغۃ العرب وہو وان کان قاریا
صورۃ لکنہ لیس بقاری حقیقۃ بل ہو بازی لہذا قال الامام ابن الجزری فی کتابہ المسمی بالنشر لا شک ان الامۃ کما ہم متعبدون
بفہم معانی القرآن کذلک ہم متعبدون بتصحیح الفاظہ واقامۃ حروفہ علی الصفۃ المتلقیۃ من ائمۃ القراءۃ المتصلۃ بالحضرۃ النبویۃ
الافصحیۃ العربیۃ لا تجوز مخالفتہا ولا العدول عنہا الی غیرہا والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسئ آثم او معذور فمن قدر
علی تصحیح کلام اللہ تعالیٰ باللفظ الصحیح العربی الفصیح وعدل عنہ الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانہ مقصر بلا شک وآثم بلا ریب واما
من کان لا یطاوعہ لسانہ او لا یجد من یرشدہ الی الصواب فان اللہ تعالیٰ قال لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لکن یجب علیہ ان یجتہد جہدہ
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا انتہی ما فی مجالس الابرار ملخصا۔ ونیز اوسی کتاب کی مجلس ثانی والخمسون میں ہے من کان امیا ولم یطاوعہ
لسانہ علی تعلم القرآن ان کان یجتہد آناء اللیل واطراف النہار تجوز صلوٰتہ وفی اوان ترک الاجتہاد لا تجوز صلوتہ فعلی ہذا
کل من کان فی دار الاسلام وترک التعلم وبقی امیا واعتاد ان یصلی صلوٰۃ امی لا تجوز صلوتہ لان الامی انما تجوز صلوتہ
اذا بلغ او زال جنونہ او اسلم وہجم الوقت ولم یتمکن من التعلم واما اذا تمکن من التعلم ولم یتقید بہ فلا تجوز صلوتہ انتہی۔ اور
قاضی خان میں ہے ان الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی لہ ان یجتہد ولا یعذر فی ذلک فان کان لا ینطلق لسانہ
فی تلک الحروف ان وجد آیۃ لیس فیہا تلک الحروف وقرأہا فی صلوتہ تجوز عند الکل وان قرأ الآیۃ التی فیہا تلک الحروف تجوز
صلوتہ لکن لا یؤم غیرہ وکذا اذا کان الرجل لا یقف موضع الوقف وکان یتنحنح عند القراءۃ لا یؤم غیرہ انتہی ومن احیاء العلوم

کے ربع اول میں ہے ویجتہد فی الفرق بین الضاد والظاء یعنی ضاد اور ظا کے فرق میں کوشش کرے اور قصیدۂ جزریہ میں
ہے شعر والضاد باستطالۃ ومخرج * میز عن الظاء وکلہا تجی * یعنی ضاد کو دراز کرے اسکے خاص مخرج سے پڑھو ظا سے
جدا اور شرح میں ہے فلیحذر من قلبہ الی الظاء ہر فلیستعمل الریاضۃ یعنی ضاد کو ظا سے بدل جانے سے بچاوے اور اسمیں خوب محنت کرے اور
تقصید میں ہے و تصحیح لفظ الضاد وتجویدہ مما لابد للقاری منہ ولا غنی لہ عنہ وذلک لان الظاء شارک الضاد غیر الاستطالۃ ولذلک
اشتد شبہہ بہ وعسر التمیز واحتاج القاری فی ذلک الی الریاضۃ یعنی ضاد کا صحیح پڑھنا قاری کو بہت ضرور ہے کیونکہ ظا ضاد کے ساتھ
سب صفات میں شریک ہے سوائے استطالت کے اور اسیوجہ سے اسکے سخت مشابہ ہے اور تمیز ازیکدیگر دشوار ہے اور قاری کو اسمیں
ریاضت کرنی پڑتی ہے اور رسالہ مقصود القاری میں ہے بدانکہ دانستن وخواندن قرآن بتجوید کہ آن عبارت از ادای حروف بصفات حق
آن حروف فرض عین و لازم ست بر ہر کس کہ قرآن خواند از برای آنکہ بتجوید نازل شدہ وہمچنین از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بوسائط اساتذۂ ثقہ بما رسیدہ پس تارک آن آثم باشد وناخوانندہ نیز ولیست از خواندن او چنانکہ در شرح مقدمہ محمد
ابن جزری آوردہ اگرچہ فقہای عظام بسبب آنکہ نماز فرض عین ست در زلت و خطا کردن بعض جا از تجوید وسعت کردہ نماز جائز
داشتہ اند اما بر ترک امامت اینچنین کس فرمودہ اند معلوم ست کہ معنی خطا و زلت فعلی ناشائستہ بی اختیار از کسیکہ دانای آن باشد
صادر شدن ست نہ آنکہ چیزی را کہ ندانستہ اند و از زلت گویند چنانچہ در وسیلۃ السعادۃ کہ یکی از کتب معتبرۂ معتمدہ ست آوردہ کسیکہ از
ادای حروف و رعایت قواعد قرآنی عاجز باشد بر وی لازم ست کہ باقی عمر شب و روز در تعلم آن بکوشد والا نمازش جائز نیست
کما فی فتح القدیر لابن الہمام اور غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار میں ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ شارح یعنی صاحب در مختار کی ظاہر
عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب مسائل میں عدم فساد پر فتوی بزازیہ سے منقول ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ بزازیہ میں صرف
اعراب کی غلطی میں اگرچہ معنی بھی بگڑ جائیں عدم فساد کا فتوی مذکور ہے اور باقی صورتوں میں بصورت بگڑ جانے معنی کے تو اکثر مشائخ
کے نزدیک فساد مذکور ہے جیسا کہ متقدمین کا قول ہے اور احتیاط اسی میں ہے انتہی اور محاسن العمل میں ہے نماز اس سے
ت ث س ا ع ح ہ ز ذ ظ ض میں فرق سیکھنا بہت ضرور ہے الضاً اسمیں ہے ز ذ ظ ض میں فرق یہ ہے کہ ز زبان دبا
کر پڑھی جاتی ہے کہ سیٹی کی سی آواز نکلے اور ذ آہستہ کہ سیٹی نہ نکلے اور ظ پر پڑھی جاتی ہے اور ض زبان کے
بائیں کنارہ کو بائیں طرف کی داڑھوں سے لگا کے انتہی اور مجموعہ فتاوی حضرت مولانا محمد عبد الحی لکھنوی میں ہے
پس لازم ہے کہ ضاد معجمہ اپنے مخرج سے کہ ممتاز ہے مخارج تمام حروف سے اخراج کیا جاوے انتہی اسیطرح اور بہت سی کتب
معتبرۂ فقہ و قرات و تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قاری قرآن پر تصحیح حروف و تمیز مخارج فرض ہے عمداً بلا عذر
ترک کرنا اسکا موجب گناہ عظیم اور بعض مقامات میں مفسد صلوۃ بلکہ موجب لزوم کفر ہے بچانا اللہ منہا ہر چند کہ

خطا ونسیان اس امت سے معاف ہین لیکن عمد معاف نہین ہی اور خطا ونسیان کے معاف ہونے کے بھی یہ معنی ہین کہ
عند اللہ یعنی احکام اخروی کے اعتبار سے محل مواخذہ نہین ہین نہ یہ کہ دنیوی احکام بھی اپر اصلا مترتب نہین ہوتے دیکھو نماز یا
وضو وغسل وغیرہ مین اگر کوئی فرض یا واجب سہواً چھوٹ جاوے تو از سر نو پھر اس عمل کا استیناف یعنی دوہرانا فرض یا واجب
ہوتا ہی - یہانتک تو بیان ہوا روایات نقلیہ کا اب عقل سلیم سے پوچھو تو وہ بھی یہی حکم دیگی بچند وجوہ اول
نازل فرمانا حضرت شارع کا حروف تہجی کو جدا جدا کر یہ دلیل روشن ہی اس امر کی کہ ہر ہر حرف مقصود بالقراءۃ ہی اور کیون
نہو کہ اختلاف فی اللفظ منجر ہی طرف اختلاف فی المعنی کے تو اگر اختلاف لفظی کا دائرہ بس وسیع کر دیا جاوے الی ما لا نہایۃ ہی
تب جانب معنی کا بھی کچھ ٹھکانا اور حد باقی نہ رہیگی پس بسا اوقات ایسا بھی ہوگا کہ اصل مطلب سے بنہایت بعید یا صاف
الٹا مطلب نکلے گا بلکہ کبھی وہ لفظ بالکل مہمل و بے معنی ہو جاویگا اور یہ امر موجب فساد عظیم و سبب تبدیل و تحریف کا ہی اختلاف کی گنجایش
وہین تک ہی جہانتک کا اذن شرع سے حاصل ہی اور وہ منحصر ہی آجکل قرارات سبعۂ متواترہ معروفہ مین نہایت عشرہ تک
دوم مدون ہونا علوم صرف ونحو وقراءۃ ومعانی وغیرہ کا بس جنسے صحت جوہر و ہیئت تلفظ کلمات کی شناخت ہوتی ہی اور
موجب ہین صیانۃ عن الخطاء فی اللفظ والمعنی کے کلام عرب خصوصاً کلام الٰہی مین اور تاکید فرمانا ائمۂ دین کا تمیز مخارج و رعایت
صفات حروف بالخصوص حروف مشتبہۃ الصوت کے بارے مین یہ اتنا کچھ اہتمام مہمل اور خالی از غرض صالح نہین کہ اگر کیفما اتفق
جسکے منہ سے جو نکلے وہی صحیح ہی ایسا ہوتا تو اتنے تکلفات و جانفشانیون کی کیا ضرورت تھی سوم ہچکچانا ذکر کرنا
فقہا کا اس مسئلے کو زلۃ القاری وخطاء فی القراءۃ کے باب مین یہ بھی قرینہ ہی اس بات کا کہ عمداً مع القدرۃ مرتکب
ہونا تبدیل وتغییر حروف کا جائز نہین بلکہ بعض عبارات مین اسکی تصریح موجود ہی کما سیاتی چہارم طریق توسط واعتدال
جو اس امت کو عنایت ہوا ہی ہر ہر امر مین اسکا اقتضا بھی یہی ہی کہ امر دین مین یہ ہے نہ سراسر تنگی و حرج ہو اور نہ یکبارگی
کشایش اور مطلق العنانی ہو - اگر کہو کہ احادیث مسطورہ بالا سے نوبت وسعت نکلتی ہی و نیز امام رازی و امام غزالی
و امام اعظم رحمہم اللہ کے نسبت جو اوپر مذکور ہوا ہی اس سے بھی ایسا کچھ ظاہر ہوتا ہی تو ہم کہینگے کہ کیون نہین ہو سکتا
کہ وہان بھی یہی سعت مراد ہو جسکا بیان ابھی ہو چکا یعنی وسعت محدود و محصور نہ غیر محدود اور جو جو اختلافات حضرت کے سامنے
پیش ہوئے ہون وہ سب اسی قبیل سے ہون کیونکہ کسی حدیث سے صریحاً نہین ثابت ہوتا کہ کوئی اختلاف ایمین سے خارج
از دائرہ اعتدال و مخل معنی مقصود بھا اور آپنے اسکو مسلم رکھا بلکہ قول ابن شہاب کا جو روایت بخاری کے متعلق مذکور
ہوا ہی پورا قرینہ اور موکد اس احتمال کا ہی علاوہ اسکے خود اسی بات کے غور کرنے سے کہ آپ نے اختلاف کو جائز بھی
رکھا اور اس سے منع بھی فرمایا یہ مطلب ثابت ہو سکتا ہی کیونکہ ایک شے بعینہ کیطرف حالت واحدہ مین امر و نہی

دونون کی سطرف متوجہ ہو سکتے ہین پس لامحالہ اختلاف کے دو معنی لینے پڑینگے ایک اختلاف یہود و نصاریٰ کا جو بقاعدہ وبیجد و موجب تحریف کلام الٰہی و باعث لعن و طعن بایکدیگر کا ہی وہ ممنوع اور موجب ہلاک ہی اور دوسرا اختلاف محدود و محصور سالم عن الافراط والتفریط و غیر موجب للتحریف جو بنابر دفع حرج و ضیق کے جائز رکھا گیا ہی وہ ماذون و مشروع و شعبہ رحمت الٰہیہ ہی۔ خیر یہ تقریر جواب کی جو ذکر کی گئی طبعی تقریر ہی اس فقیر کا تحقیقی اور کتابی جواب یہ ہی کہ وہ سب احادیث محمول ہین ابتداے اسلام پر کہ اول امر مین واسطے دفع حرج و کمال تخفیف کے سات لغات تک کے پڑھنے کی رخصت دی گئی تھی لیکن اخیر مین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین باجماع صحابہ صرف لغت قریش ہی پر مدار رکھا گیا اور دیگر سب لغات کا اعتبار جاتا رہا جیسا کہ بخاری مین بروایت انسؓ مروی ہی یعنی عثمانؓ نے باتفاق کبراے صحابہ اور سب لغتون کو دور کر کے فقط قریش کی لغت کو جسمین قرآن نازل ہوا تھا باقی رکھا اور چند عدد مصحف نقل کرا کر ایک اپنے پاس مدینے مین رکھا اور باقی جابجا بھیجدیے اور سابق جلد جو لغات سبعہ پر مشتمل تھی اُسکو آگ مین جلا دیا اور حکم عام دیا گیا کہ سب کے بعد سب اسی مصحف کے پابند رہین الغرض قرآن پاک نازل بھی قریش کی لغت پر ہوا تھا پھر اخیر کو مقرر بھی اسی لغت مین ٹھہر فقط ابتدائی حالت مین براے ضرورت سبعہ لغات کی رخصت ہوئی تھی پھر رفتہ رفتہ جب وہ ضرورت رفع ہو گئی بلکہ خوف فساد و اختلاف شدید کا پیدا ہو گیا تب پھر اسی اصلی حالت پر رکھا گیا اور یہ واقعہ ۲۵ پچیس ہجری مین ہوا ہی کذا فی الاتقان وغیرہ من کتب الاحادیث والسیر اب قیامت تک یہی مصحف عثمانی جو مطابق رسم خط عثمانی کے خاص لغت قریش مین لکھا گیا ہی اور تمام دنیا مین متعارف و متواتر ہی واجب الاعتقاد و العمل ہو گیا ہان بنابر تخفیف کے بجاے لغات مختلفہ کے قراات مختلفہ معروفہ مقرر کیے گئے ہین پس کوئی یہ خیال نہ کرے کہ لغات سبعہ کی رخصت باقی نہ رہنے سے تخفیف جاتی رہی کیونکہ تخفیف اب بھی موجود ہی اسی ایک لغت مین سات قرات تون بلکہ دس تک کی اجازت دیگئی ہی جسکو جو قرات سہل معلوم ہووے اُسکو اختیار کرے رہا تجویز فرمانا حضرت امام اعظمؒ کا قراءۃ فارسیہ کو سو اُسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب نے چند روز قبل وفات کے اُس قول سے رجوع فرمایا ہی جیسا کہ اصول بزدوی مین مذکور ہی اور امام رازیؒ اور امام غزالیؒ ان دو بزرگون کا قول بھی ضرور اسی پر حمل کرنا چاہیے کہ نہایت مبالغہ کرنا تمیز مخارج و اخراج حروف مین ایسا کہ اصل مقصود سے بھی غفلت آجاوے اور جان مشقت مین پڑے کچھ ضرور نہین لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا چنانچہ بعض الفاظ انکی عبارات کے خود اسپر شاہد ہین نہ یہ کہ عمداً دیدہ و دانستہ مع القدرۃ بھی کچھ مضائقہ نہین جسکا جسطرح جی چاہے پڑھے حاشاہما عن ذلک کہ یہ

عقیدہ نہایت فاسد ہی کما لا یخفیٰ ایسے پیشواؤن کی نسبت ایسا گمان کرنا کمال بے ادبی ہی - ہر گاہ یہ بیان گوش گزار ہو چکا تو اب وہ روایات بھی سن لینا چاہئین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ضاد اور ظاء مین باہم سخت مشابہت ہی وازبکہ بغیر امتیاز مشکل ہی اور ضاد کا کما ینبغی ادا کرنا بالخصوص اس زمانے مین اکسیر احمر کا حکم رکھتا ہی اور باوجود کوشش کے جو شخص ضاد کے ادا پر کما حقہ قادر نہو سکے تو اُسکو ظاء پڑھنا معاف اور نماز اُسکی صحیح ہی بخلاف ضاد اور دال کے کہ ان دونون مین کچھ مشابہت ہی اور نہ ایک دوسرے سے امتیاز دشوار ہی بلکہ سراسر صفات مین آپسمین مخالف ہین پس ضاد کے بدل دواد پڑھنا غیر صحیح اور مفسد صلوٰۃ ہی **فصل** واضح ہو کہ صرف و قراءت و تفسیر و فقہ کی اتنی کتابون سے یہ حکم نکلتا ہی کہ جنکا شمار و حصر دشوار ہی چنانچہ ہمنے از انجملہ چند کتب کے نام بعض رسائل سے نقل کر کے حاشیہ مین لکھدیے ہین جنکی تعداد ستر سے زائد ہی اور علمای محققین کے فتوی بھی اس باب مین بہت موجود ہین چونکہ بالتفصیل ہر ہر کتاب اور فتوے کی عبارات کا نقل کرنا اپنی فرصت اور اس مختصر کے دائرہ استطاعت سے خارج ہی لہذا حسب حاجت چند کتب وفتاوی کی عبارات کے نقل پر اکتفا کرتے ہین یقین کہ اہل انصاف کو اسی سے تشفی کامل حاصل ہو کر مطلق شک و شبہہ دلمین باقی نرہیگا و با انیہمہ اگر مزید اطمینان کے لیے کسی کو زیادہ تحقیق مطلوب ہوگی تو وہ خود بقیہ کتب مذکورہ کے تتبع سے خاطر خواہ اطمینان حاصل کر لیگا اور ہم بہ نظر نفع عام و کمال توضیح و سہولیت فہم عوام کے دو نقشے پے درپے کھینچکر ایک مین عبارات کتب اور دوسرے مین عبارات فتاوی مع خلاصہ ترجمہ اُردو کے درج کرتے ہین اور بعض عبارات کو بسبب عدم گنجایش کے کہین کہین حاشیہ مین بلا ترجمہ لکھدیا جاویگا - اور یہ بھی خیال کے قابل ہی کہ پہلی فصل مین جو جو روایتین گذری ہین اُن روایتون کی بعض عبارتین بھی اس فصل سے لگتی ہین یعنی جن بزرگون نے تصحیح مخارج و رعایت قواعد تجوید کے مقدمے مین سخت تاکید فرمائی ہی انھون ہی نے یہ بھی فرمایا ہی کہ معذور غیر قادر اس حکم مین داخل نہین ہی جیسا کہ مجالس الابرار و سراجیہ وغیرہ کی عبارات مسطورہ کے دیکھنے سے ارباب نظر پر پوشیدہ نرہیگا -

پہلا نقشہ مشتمل بر نقل عبارات کتب

عبارت کتاب	نام کتاب	خلاصۂ ترجمہ
المختار عندنا ان اشتباہ الضاد بالظاء لا یبطل الصلوٰۃ ویدل علیہ ان المشابہۃ حاصلۃ بینہما جداً والتمیز عسیر فوجب ان یسقط التکلیف بالفرق	نصاب الاحتساب عن المحیط	ہمارے پسند یہ ہے کہ ضاد کو ظاء کے ملجانا نماز کو نہیں باطل کرتا کیونکہ ان دونوں میں باہم سخت مشابہت ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرکے پڑھنا دشوار تو ضرور ہے کہ اس فرق کی تکلیف ساقط ہو جاوے۔
فثبت بما ذکرنا ان المشابہۃ بین الضاد والظاء شدیدۃ والتمیز عسیر فنقول لو کان ہذا الفرق معتبراً لوقع السؤال عنہ فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او فی ازمنۃ الصحابۃ لا سیما عند دخول العجم فی الاسلام فلما لم ینقل وقوع السؤال عن ہذہ المسئلۃ علمنا ان التمیز بین ہذین الحرفین لیس فی محل التکلیف آہ۔	ایضاً	پس ہمارے بیان سے ثابت ہوا کہ ضاد و ظاء کے مابین سخت مشابہت ہے اور ان میں ایک کو دیگر سے امتیاز مشکل ہے پھر اگر یہ فرق کرنا کچھ ضرور ہوتا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یا صحابہ کرام کے زمانے میں خاص کر جبکہ اہل عجم کا اسلام میں داخل ہونا شروع ہوا تھا اس مسئلے سے سوال واقع ہوا ہوتا حالانکہ یہ منقول نہیں تو معلوم ہوا کہ ان دونوں حرفون میں فرق کرنا ضرور نہیں۔
وفرق میان ضاد وظا بجا آرد اگر نتواند روا باشد۔	کیمیائے سعادت	اور ضاد اور ظاء کو ایک دوسرے سے جدا کرکے پڑھے اگر نہ سکے تو روا ہے
وفرقۃ اخری تغلب علیہم الوسوسۃ فی اخراج حروف الفاتحۃ وسائر الاذکار من مخارجہا فلا یزال یحتاط فی التشدیدات والفرق بین الضاد والظاء وتصحیح مخارج الحروف فی جمیع صلوٰتہ لا یہمہ غیرہ ولا یتفکر فیما سواہ ذاہلاً عن معنی القرآن والاتعاظ بہ وصرف الفہم فی اسرارہ وہذا من اقبح انواع الغرور	احیاء العلوم امام غزالی	اور بعضے وسواسی اور وہی لوگ وہ ہیں جو تصحیح مخارج حروف و فرق میں الضاد والظاء وغیرہ میں اتنا زور لگاتے ہیں کہ اپنی تمام نماز اسی ہنسی میں گذار دیتے ہیں اور اصل مقصود جو حضور مع اللہ اور خشوع و تدبر فی معانی القرآن ہے اس سے سراسر غافل ہو جاتے ہیں اور یہ بڑا اخراب ہوتا ہے۔
وقد قال بعض اصحابنا فی جمیع ہذا انہ لا یوجب الفساد فساد الصلوٰۃ لان العوام لا یقدرون ان یفصلوا بین الضاد والظاء والزاء والذال والسین والصاد فی جمیع الاحوال کلہا فلو فسدت لوقع الناس فی حرج وضنک والحرج مدفوع عن ہذہ الامۃ وہو المختار عندہم۔	خزانۃ الروایات	اور ہمارے بعضے علما کہتے ہیں کہ ان سب صورتوں میں نماز نہیں جاتی کیونکہ عوام ضاد اور ظاء اور زاء اور ذال و سین اور صاد میں فرق نہیں کرسکتے سب جگہ میں پس اگر نماز فاسد ہووے تو لوگ نہایت مشقت اور تنگی میں پڑینگے حالانکہ اس امت سے حرج دفع کیا گیا ہے اور یہی بات پسندیدہ ہے۔
ان قرأ الصمد مکان الصمد او قرأ السیف مکان الصیف والساعین مکان الصٰلحین او قرأ المغضوب بالظاء او الضالین بالظاء او بالدال قال بعضہم لا تفسد لانہ بلوی عام فان العوام لا یمیزون ولا یعرفون مخارج الحروف ومنہم ابو القاسم ومحمد بن سلمۃ واکثیر من المشائخ افتوا بہ وبعضہم قالوا ان تغیر المعنی تفسد صلوٰتہ منہم ابو مطیع وعبد اللہ الجرجانی قال القاضی ابو الحسن الامام ابو عاصم ان تعمد فی ذلک تفسد وان جری علی لسانہ او لا یعرف التمیز لا تفسد وہذا اعدل الاقاویل وہو المختار۔	فتاوی قاضی خان	اگر صمد کو سمد اور صیف کو سیف اور صالحین کو ساعین یا غیر المغضوب کو غیر المنظوب یا ضالین کو ظالین یا دالین پڑھا تو بعضوں نے کہا ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی عام گرفتاری کے سبب سے کیونکہ عام لوگ مخارج حروف کی تمیز نہیں رکھتے ازانجملہ ابو القاسم ومحمد بن سلمہ ہیں اور اکثر علما نے اسیکا فتوی دیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر معنی بگڑ جائیں تو نماز ٹوٹے گی اور نہیں تو نہیں ازانجملہ ابو المطیع و عبد اللہ جرجانی ہیں کہا قاضی ابو الحسن اور امام ابو عاصم نے کہ اگر قصداً ایسا پڑھیگا تو ٹوٹے گی اور جو بلا قصد زبان سے نکلجائے یا تمیز حروف نہ رکھتا ہو تو نہ ٹوٹیگی اور یہ قول سب اقوال سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔
ولو قرأ الحمد للہ بالہاء والحاء او الرحمن الرحیم بالہاء او الحاء فان کان یجتہد اناء عمرہ ولا یطاوع لسانہ غیر ذلک جاز وان ترک جہدہ فی بعض زمان لم یجز۔	فتاوی [illegible]	اگر الحمد للہ کو الہمد للہ یا الحمد للہ پڑھا یا الرحمن الرحیم کو الرحمن الرہیم یا الرحمن الرحیم پڑھا پس اگر عمر بھر کوشش کرتا رہا اور زبان اسکی نہ درست ہوئی تو جائز ہوگا اور جو کبھی کسیوقت کوشش چھوڑ دیگا تب نہ جائز ہوگا۔
سوال۔ اگر عامی قل ہو اللہ احد بکاف خواند کل ہو اللہ احد بگوید و بجای فلا تقہر فلا تکہر و بجای نصر اللہ نسر اللہ بخواند و بجای الصمد السمد و بجای صراط الذین	مجموعہ سلطانی نقلاً عن السراجیہ والتجنیس	سوال اگر عامی قل ہو اللہ کو کل ہو اللہ پڑھے اور فلا تقہر کو فلا تکہر اور نصر اللہ کو نسر اللہ اور الصمد کو السمد اور صراط کو سراط اور الضالین کو الظالین یا الذین یا الرحمن

عبارت کتاب	نام کتاب	خلاصہ ترجمہ
من قرأ الذین ... وقولہ ... الضالین لا الظالین خطا یا بذال ... اند در غیر المغضوب بجائے ضاد ظا خواند نمازش تباہ شود یا نے جواب نے چون بکوشش زبانش درست نشود۔	[illegible]	المغضوب کو المغظوب پڑھے تو نماز اسکی تباہ ہوگی یا نہ ہوگی۔ جواب نہ ہوگی اگر با وجود کوشش کے بھی زبان اسکی درست نہ ہو سکے۔
لو اتی بالدال مکان الضاد او علی العکس او ان یاتی بالزای المحض مکان الذال او بالظاء مکان الضاد لا تفسد عند العامۃ۔	[illegible]	اگر ضاد کی جگہ دال یا دال کی جگہ ضاد یا ذال کی جگہ زا یا ضاد کی جگہ ظا پڑھے تو اکثر علما کے نزدیک نماز نہیں فاسد ہوتی۔
حاصل آنکہ اگر بلا مشقت آن حرف جدا شود کالطاء مع الصاد تفسد و اگر بہ مشقت جدا شود کالضاد مع الظاء فعند البعض تفسد والاکثر علی انہ لا تفسد الخ۔	[illegible]	حاصل یہ کہ اگر وہ حرف بلا مشقت جدا ہو سکے جیسے طا بنسبت صاد تو نماز فاسد ہوگی اور اگر بہ مشقت جدا ہو جیسے ضاد بنسبت ظا تو بعض علما کے نزدیک فاسد ہوگی اور بہت علما کہتے ہیں کہ نہ فاسد ہوگی۔
وکثیر من المشائخ افتوا بہ قال القاضی الامام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمییز لا تفسد وہو اعدل الاقاویل والمختار ہکذا فی الوجیز للکردری۔	عالمگیری	اور بہت علمانے یہی فتوی دیا ہے اور قاضی امام ابو الحسن اور قاضی امام ابو عاصم کہتے ہیں کہ اگر قصداً ایسا پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اچانک بلا قصد زبان سے نکل جاوے یا تمیز مخارج کو نجانتا ہو تو نہ فاسد ہوگی اور یہ قول سب اقوال سے زیادہ معتدل اور پسندیدہ ہے اسی طرح مذکور ہے وجیز کردری میں۔
وان کان الخطاء بابدال الحرف بحرف فان امکن الفصل بینہما بلا کلفۃ کالصاد مع الطاء بان قرأ الطلحت مکان الصلحت فاتفقوا علی انہ مفسد وان لم یکن الا بمشقۃ کالضاد مع الظاء والصاد مع السین فاکثرہم علی عدم الفساد۔	[illegible]	اگر غلطی ایک حرف کے عوض دوسرا حرف پڑھنے کی ہو تو دیکھنا چاہیے اگر وہ دو حرف ایسے ہیں کہ انمیں فرق کرنا آسان ہے جیسے صاد اور طا مثلاً صلحت کی جگہ طلحت پڑھے تو ایسی صورت میں بالاتفاق نماز فاسد ہوگی اور جو فرق انمیں مشکل ہو جیسے ضاد اور ظا اور صاد اور سین تو بہت علما کے نزدیک نماز نہ فاسد ہوگی۔
لو قرأ الضالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلوتہ ولو قرأ الدالین تفسد۔	[illegible]	اگر ضالین کو ظالین پڑھا ظا سے یا ذالین پڑھا ذال سے تو نماز نہ فاسد ہوگی اور جو دالین دال سے پڑھا تو فاسد ہو جاویگی۔
وان لم یکن الا بمشقۃ کالضاد والظاء اختلفوا واکثرہم لم یفسدہا۔	نہر الفائق	اگر وہ دو حرف ایسے ہوں کہ انمیں فرق بغیر مشقت کے نہ ہو سکے جیسے ضاد اور ظا تو وہاں علما باہم مختلف ہوئے ہیں اکثر معترف ہیں کہ نماز نہیں فاسد ہوگی۔
فان قرأ غیر المغضوب بالظاء او الضالین بالذال او الظاء قیل لا تفسد لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف وکثیر من المشائخ افتوا بہ	[illegible]	اگر غیر المغضوب کو غیر المغظوب یا ضالین کو ذالین یا ظالین پڑھا تو بعضے علما کہتے ہیں کہ نماز نہیں جاتی عام گرفتاری کے سبب سے کیونکہ عوام لوگ مخارج حروف کو نہیں پہچانتے اور بہت بزرگوں نے اسی پر فتوی دیا ہے
شامی میں حلیہ سے منقول ہے کہ اگر ایسی تبدیل قصداً کریگا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر بے اختیار زبان سے نکل گیا یا تمیز حروف کو نہیں جانتا تو فاسد نہ ہوگی بزازیہ میں کہا کہ یہ قول سب قولوں سے درست تر ہے اور یہی مختار ہے۔	[illegible]	
اکثر لوگ ضاد کو بصورت دال کے جو پڑھتے ہیں غلط ہے ضاد دال سے مشتبہ الصوت نہیں بلکہ ظا سے ہے۔	[illegible]	
ایک بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہو گئی ہے کہ ضاد کو بصورت دال کے پڑھتے ہیں مشتبہ الصوت دال کا اسے کر دیا ہے کہ دال پر مبنی ہو [illegible] سو یہ بات جملہ کتب قراءۃ اور تفسیر کے خلاف ہے سب کتابوں میں جدا [illegible]	[illegible]	

عبارت کتاب	نام کتاب	خلاصہ ترجمہ
کہ تشبیہ الصوت ضاد کا ظا سے ثابت ہے اور ذال سے شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز میں آیت وما ہو علی الغیب بضنین کی تفسیر میں اور ایک اور مقام میں ضاد کا شبیہ الصوت ہونا ظا کے ساتھ لکھا ہے اور فتح القدیر اور فتاویٰ قاضیخان اور بہت کتابوں فقہ کی میں اس بات کی تصریح ہے		
و در ترغیب الصلوٰۃ محمد بن احمد زاہد ست کہ در محیط میگوید در چیزے کہ بلوی عام است موجب فساد نماز نباشد اگر بجاے ضاد ذال یا زا یا ظا خواند نماز فاسد نشود	ترغیب الصلوٰۃ	ترغیب الصلوٰۃ میں محیط سے منقول ہے کہ جس چیز میں عام لوگ گرفتار ہوں اُس سے نماز نہیں جاتی اگر ضاد کی جگہ ذال یا زا یا ظا پڑھے تو نماز نہیں ٹوٹتی
فلولا الاستطالۃ واختلاف المخرجین لکانت ظاء۔	جعبری	پس اگر ضاد میں درازی اور مخرج خاص نہ ہوتا تو وہ ظا ہو جاتا۔
فمثال الذی یجعل الضاد ظاء کالذی یبدل الصاد سینا	ایضاً	ضاد کو ظا پڑھنا ایسا ہے جیسا صاد کو سین پڑھنا۔
ہذا اظہر دلیل علی تشابہ الضاد والظاء المعجمتین فی السمع لان الصاد والسین متشابہان فی السمع۔	[illegible]	یہ بڑی ظاہر دلیل ہے اس پر کہ ضاد اور ظا سننے میں ایسے ہیں جیسے صاد اور سین کیونکہ صاد اور سین بھی سننے میں یکساں ہیں۔
واما من تلفظ من حافۃ اللسان مع ما یلیہا من الاضراس العلیا برخاوۃ ممدۃ بصوتہ رخاوتہ وجعل امتداد صوتہ ازید من امتداد صوت الظاء المعجمۃ بزیادۃ الاستطالۃ واظہر صعود الریح لرفع لسانہ وخرج معہ مثل النفخ فہذا ہو الحق الیقین بکلمات الائمۃ المؤلفین فحینئذ یشبہ لفظہ فی السمع لفظ الظاء المعجمۃ وہذا مما لا شک فیہ۔	[illegible]	اور جو کوئی بولے ضاد کو زبان کے کنارے سے اُسکی پاس والی داڑھوں کے ملا کر اور دے اُسکو نرمی اور کھینچے اُسکی آواز کو زیادہ آواز ظا سے بسبب درازی کے اور ظاہر کرے ہوا نکلنے کی آواز کو اور پھیلا کے آواز کو مانند آواز فا کے اور پھونک سی نکالے پس یہی حق ہے جسکا یقین ہو ہر ایک مؤلف کے کلام و تصنیفات سے اُس وقت ہوگا بول اُسکا سننے میں مانند بول ظا کے یہ وہ بات ہے کہ جس میں کچھ شک نہیں
فان لفظت بالضاد بان جعلت مخرجہا من حافۃ اللسان مع ما یلیہا من الاضراس بدون اکمال حصر الصوت واعطیت لہا الاطباق والتفخیم والاستعلاء والتفشی ای قلیل فہذا ہو الحق المؤید بکلمات الائمۃ ای التجوید والتصریف فی کتبہم ویشبہ صوتہا حینئذ صوت الظاء المعجمۃ بالضرورۃ وماذا بعد الحق الا الضلال۔	جہد المقل	اگر تو ضاد کو بولے یوں کہ نکالے اُسکو زبان کے کنارے سے جو طرف کی داڑھوں سے ملا کر بغیر پورا بند کئے آواز کے اور دے اُسکو اطباق معتدل اور تفخیم معتدل اور رخاوۃ اور جہر اور استطالت اور تھوڑی سی تفشی تو یہی حق ہے جسکی تائید نکلتی ہے کلام ائمہ تجوید و صرف سے اُنکی کتابوں میں اور مشابہ ہوگی اُس وقت آواز اُسکی ظا کے ساتھ بالضرور اور بعد ظاہر ہونے حق کے اور کیا ہے سوائے اُسکے مگر گمراہی
ان ہذہ الثلاث ای الضاد والظاء والذال متشابہۃ فی السمع والضاد لا تفترق من الظاء الا باختلاف المخرج وزیادۃ الاستطالۃ فی الضاد ولولاہما لکانت احدہما عین الاخری۔	[illegible]	یہ تینوں یعنی ضاد اور ظا اور ذال آپس میں ایک سے ہیں سننے میں اور ضاد کا ظا سے فقط مخرج کا فرق ہے اور یہ کہ ضاد میں درازی ہے اور ظا میں نہیں اگر یہ دو باتیں نہ ہوتیں تو دونوں ایک ہو جاتے۔
فلا بد للقاری المجود ان یلفظ بالضاد مفخمۃ مستعلیۃ مطبقۃ مستطیلۃ ویظہر خروج صوت الریح عند ضغط حافۃ اللسان لما یلیہ من الاضراس عند اللفظ بہا ومتی فرط فی ذلک فی بلفظہا الظاء او الذال آہ۔	[illegible]	قاری کو لازم ہے کہ پڑھے ضاد کو پُر بلند تالو سے لگا ہوا دراز اور زبان کے کنارے سے جو اسکے متصل کی داڑھوں کو دبا کر ہوا کی آواز کا نکلنا ظاہر کرے اگر ان باتوں میں قصور کریگا تو ظا یا ذال ادا ہوگی
من العرب من یجعل الضاد ظاء مطلقا فی جمیع کلامہم وہذا قریب فیہ توسع للعامۃ۔	ایضاً	اور بعضے عرب ہمیشہ ہر حال میں ضاد کی جگہ ظا بولتے ہیں اپنی بول چال میں اور یہ قریب قیاس اور موجب آسانی عام کا ہے۔
وبعض الحروف اذا وقفت علیہا خرج معہا مثل النفخۃ ولم ینضغط ضغط الاول وہی الضاد والظاء والذال والزاء فان الضاد تجد منفذا من بین الاضراس والظاء والذال والثاء تجد منفذا من بین الثنایا۔	ایضاً	اور کوئی حرف وہ ہیں کہ وقف کرنے کے وقت اُنکے ساتھ پھونک سی نکلتی ہے اور آواز بند نہیں ہوتی اور وہ ضاد اور ظا اور ذال اور زا ہے کہ ضاد کی ہوا نکلنے کی راہ داڑھوں میں ہے اور ظا اور ذال اور زا کی اگلے دو دانت اوپر کے

عبارات فتویٰ	نام کتاب	خلاصہ ترجمہ
... بعث علیٰ ہذا الاشارۃ ان اکثر الناس خصوصاً العجم کانوا فی الزمان الاول لا یعلمون الفرق بینہما یعنی بین الضاد والظاء۔	[illegible]	سبب اس اشارہ کا یہ ہے کہ بہت لوگ خصوصاً اہل عجم پہلے زمانے کے ضاد اور ظاء میں فرق نہ کر سکتے تھے۔
واقول ذلک التقصیر فی تاریخ اربعمائۃ وعشرین ہو تاریخ اتمام الکتاب الرعایۃ علی ما صرح بہ فی ذلک الکتاب فلو فرضنا ان حق اداء الضاد المعجمۃ ما ہو کالطاء المہملۃ کما ہو الشائع بین الناس فی زماننا ہذا یقدر علیہ المتبدی فی اول بدئہ بلا تکلف ولا یصعب علی احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعایۃ بسبع مائۃ۔	[illegible]	اور میں کہتا ہوں کہ یہ قصور سنہ چار سو بیس میں تھا جس میں کتاب رعایہ تصنیف ہوئی ہے جیسا کہ خود مصنف نے اسکی تصریح کی ہے اب ہمارے زمانے کے لوگ جو ضاد کو مثل طاء حطی کے پڑھتے ہیں اور طفل مکتب بھی بے تکلیف ادا کر سکتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو ہمارا زمانہ سات سو برس بعد زمانہ صاحب رعایہ کے بہت مبارک زمانہ ہے
وہنا اقول لو کان حق اداء الضاد المعجمۃ کالدال المہملۃ المطبقۃ او الدال المہملۃ کما ہو الذائع بین اکثر الناس من الخواص والعوام فی زماننا ہذا یقدر علیہ الشارع فی اول الشروع ولا یتعسر علی احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعایۃ ثمان مائۃ وستین سنۃ۔	[illegible]	اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانے کے لوگ جو ضاد کو بے مشقت مثل دال مہملہ مطبقہ یا خالص کے پڑھتے ہیں اور کسی پر دشوار نہیں گذرتا الف بے پڑھنے والے بچے بھی بے تکلف ادا کر سکتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو ہمارا زمانہ آٹھ سو ساٹھ برس بعد زمانہ صاحب رعایہ کے بڑا مبارک زمانہ ہے
فمنہم من یجعلہ ظاء وہذا لیس بعجب لثبوت التشابہ وعسر التمیز بینہما	[illegible]	بعضے وہ لوگ ہیں جو ضاد کو عین ظاء پڑھتے ہیں اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں بسبب ثابت ہونے تشابہ اور دشواری فرق کے انکے درمیان۔
والضاد والظاء اشترکا صفۃ جہرا ورخاوۃ واستعلاء واطباقا وافترقا مخرجا وانفردت الضاد بالاستطالۃ	[illegible]	ضاد اور ظاء صفت جہر اور رخاوت اور استعلاء اور اطباق میں مشترک اور مخرج میں جدا جدا ہیں اور ضاد استطالت میں تنہا ہے

دوسرا نقشہ مشتمل بر نقل عبارات فتاویٰ

عبارات فتوے	نام مفتی	خلاصہ ترجمہ
ومحمد بن سلمۃ قال لا تفسد لانہ قل من یفرق بینہما۔	[illegible]	محمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ فرق کر سکنے والے ضاد اور ظاء کے بہت کم ہیں۔
ولو ابدل الضاد بغیر الظاء لم تصح قرأتہ قطعاً فعلم من ہذا انہ لا نقع خلافہ فی ابدالہ دالا کما وقع فی الظاء فانطلق بہ دالا لم ینقل احد صحتہ۔	[illegible]	اگر ضاد کو ظاء کے سوا اور کسی حرف سے بدلا تو ہرگز قرأۃ صحیح نہوگی پس یہاں سے سمجھا گیا کہ دال سے بدل جانے میں کسیکا خلاف نہیں جیسا کہ ظاء سے بدل جانے میں ہے تو ضاد کی جگہ دال پڑھنا کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔
قرأۃ الضاد مثل الدال غلط غیر معتد بہ فالعاقل الفہیم والفاضل لعائد ... الحق ان یتبع والباطل حقیق ان یبطل۔	مولانا محمد کریم اللہ دہلوی	ضاد کا دال پڑھنا غلط اور بے اصل ہے عاقل سمجھتا ہے اور فاضل اثر رہتا ہے حق کا ماننا اور باطل کا مٹانا لائق ہے۔
فرق درمیان ضاد وظاء البتہ مشکل است زیرا کہ در اکثر صفات مشابہت دو در استطالت متفاوت وساکنان این دیار در دال وضاد فرق میکنند جاہل اند وبے تمیز۔ العبد المسکین محمد صدر الدین ختم اللہ بالحسنیٰ	[illegible]	ضاد اور ظاء میں فرق البتہ مشکل ہے کیونکہ بہت صفات میں باہم مشابہ ہیں صرف درازی کی صفت ضاد میں خاص ہے اور اس ملک کے لوگ ان دونوں میں فرق نہیں کرتے جاہل ہیں بے تمیز ہیں۔
[illegible]		[illegible]

عبارت فتوے	نام مفتی	خلاصہ ترجمہ
پس بحقیقت صوت ضاد مشابہت با صوت دال نمیدارد مگر ناواقفان آنرا مشابہ دال میدانند و میخوانند آہ۔	مولانا مفتی صدر الدین دہلوی	پس حقیقت مین ضاد کی آواز دال کی آواز سے کچھ مشابہت نہین رکھتی لیکن ناواقف لوگ اُس کو مشابہ جانتے ہین اور پڑھتے ہین۔
مخرج ضاد حافہ زبان ست کہ با دندان آسیا بالا پیوندد و از اتصال مذکور با تفخیم و استعلا و اطباق و استطالہ ریحیکہ ظاہر میشود بآن مشابہت باظا پیدا میگردد و اگر درین امور کوتاہی شود ضاد ضعیف بل ظا و دال صادر شود آہ	ایضاً	ضاد کا مخرج زبان کا کنارہ ہو جو اوپر کی ڈاڑھون کے ساتھ ملتا ہو اور اُسکے ملنے سے مع تفخیم اور استعلا اور اطباق اور استطالہ کے کچھ ہوا جو ظاہر ہوتی ہو اُسکی وجہ سے ضاد کی شباہت ظا کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہو اور اگر ان باتون مین کوتاہی واقع ہو جاوے تب ضعیف ضاد بلکہ عین ظا یا دال نکلے گا۔
اور ایسا ہی بنا بر مذہب مختار کے درصورت عدم تمیز کے جیسا کہ عبارت خزانۃ الروایات وغیرہ سے اوضح ہو تا ہی پس لازم ہو کہ ضاد معجمہ اپنے مخرج سے کہ ممتاز ہی مخارج تمام حروف سے اخراج کیا جاوے اور بقصد ادائے ضاد معجمہ کے اگر ظا معجمہ یا ذال معجمہ ادا ہو گا تو نماز بمذہب مختار صحیح رہیگی اور اگر دال مہملہ ادا ہوگی تو نماز فاسد ہو گی ہذا ہو خلاصۃ الحکم	مولوی عبد الحئی ... دہلوی	
اگر کسی را بر زبان حرف ضاد بخوبی جاری ادا نشود و قصد و کوشش در ادا کند پس ہیچ مضائقہ نیست زیرا کہ در حدیث صحیح بخاری و مسلم واقع است فرمودہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ ماہر باشد از قرآن یعنی الفاظ قرآن بر زبان او بسہولت جاری شوند و مخارج خود برآیند ثواب او نوشتہ میشود ہمراہ فرشتہاے بزرگ نیکو کاران و کسیکہ قرآن بخواند و زبان او لغزش میکند در خواندن باوجودیکہ آن کس کوشش کردہ باشد در ادای حروف و بر آن کس شاق باشد پس او را دو ثواب می شود آہ۔	شاہ عبد العزیز دہلوی	اگر کسی سے ضاد اچھی طرح ادا نہو سکے حالانکہ وہ قصد اور کوشش صحیح پڑھنے کی کئے جاتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خوب ماہر ہو قرآن سے یعنی الفاظ قرآن کے اُسکی زبان سے بسہولت ادا ہوتے ہون اور اپنے مخارج سے نکلتے ہون تو ثواب اُسکا لکھا جاتا ہو بزرگ فرشتون نکوکارون کے ساتھ اور جو کوئی ایسا ہو کہ قرآن پڑھنے مین اُسکی زبان لغزش کرتی ہو حالانکہ وہ کوشش کرتا ہو صحیح ادا کرنے مین اور بنہایت شاق گذرتا ہی پس اُسکے لیے دو ثواب ہین۔
و انچہ باید کہ ضاد و ظا المعجمتین در ہمہ صفات جز استطالت کہ خاصہ ضاد ست در اطباق و جہر و استعلا و رخاوت و صمات وغیرہ مشترک اند و علاوہ بران قرب مخرج نیز دارند زیرا کہ مخرج ظا سر زبان و سر ثنایا علیاست و مخرج ضاد معجمہ کرانہ زبان و اضراس علیاست اما میان دال و ضاد مناسبتے نہ لا مخرج و لا صفۃ فعلی ہذا لا محالہ مشابہ ظا معجمہ خواندہ شود۔	قاری ... الرحمن	جاننا چاہیے کہ ضاد معجمہ اور ظا معجمہ بغیر استطالت کے جو مخصوص با ضاد ہی دیگر صفات یعنی اطباق اور جہر اور استعلا اور رخاوت اور صمات وغیرہ مین باہم مشترک ہین اور اسکے علاوہ آپس مین قریب المخرج بھی ہین کیونکہ ظا کا مخرج نوک زبان اور اوپر کے دو دانتون کا سرا ہی اور ضاد کا مخرج کنارہ زبان اور اوپر کی ڈاڑھین ہین لیکن ضاد اور دال مین باہم کچھ مناسبت نہین نہ مخرج کے اعتبار سے اور نہ صفت کے لحاظ سے پس اس بنا پر ضرور ضاد کو مشابہ ظا کے پڑھنا چاہیے

اور ایک فتوی علماء دہلی و سہارنپور وغیرہ واقعہ غدر دہلی سے پہلے کا ہی جسپر سولہ دستخط اور مہرین علماء مذکورین فی الذیل کی ہین اُسکی پوری نقل سالہ ضروریہ مین موجود ہی اسمین بعد نقل عبارات در مختار و عالمگیری و فتح القدیر وغیرہ کے لکھا ہی کہ ان روایات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ضاد بہت مشابہ ہی ظا کے اور دال سے ہرگز مشابہ نہین اور فرق کرنا درمیان ضاد اور ظا کے بغیر مشقت کے حاصل نہین ہوتا

سید رحمت علیخان مفتی عدالت سلطانی ۱۲۵۲ھ	محمد یعقوب ابن مولانا مملوک العلی نانوتوی مدرس اول مدرسہ دیوبند	سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی معروف	محمد سعید ابرکت اللہ	نوازش علی	ہو القادر الخالق	محمد عبد الوہاب	محمد بشیر و نذیر احمد سہسوانی
مسکین علاء الدین مولانا علاء الدین ...	محمد عبد الرب واعظ دہلوی معروف	فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد	حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	المجیب مصیب محمد مخدوم عفی عنہ سہارنپوری	الجواب صحیح جعفر علی / سید محبوب علی	جواب باصواب است مشتاق احمد سہارنپوری / محمد عبد الرزاق بن ہدایت النبی سہارنپوری	

اور رسالۂ خلاصۃ التقریر جسمین فتوی مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کا ہی اور انکی کسیقدر تحریر جسپر منقول ہوچکی ہی اُسپر بھی بہت علما کے دستخط ہوا ہیں اور ایک فتوی مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کا ہی جسپر بہت علما کے دستخط اور مہرین ہین اسکی نقل بھی شہ ضرور یہ مین ہی اُسمین لکھا ہی جسکا مختصر یہ ہی کہ تلفظ ضاد کا مثل دواد کے غلط محض ہی کسی کتاب معتبر قراءۃ اور فقہ اور تفسیر مین صوت ضاد کی مشابہ دوا دیا عین و دال نہین لکھی بلکہ یہی لکھا ہی کہ فرق درمیان ضاد اور ظاء کے بہت مشکل ہی اور فرق کرنا مشکل درمیان اُن ہی دو حرفون کے ہوتا ہی جنمین مشابہت زیادہ ہوتی ہی اس سے معلوم ہوا کہ صوت ضاد کی مشابہ ظاء کے ہی نہ مشابہ دوا د کے اور یہ کوئی عالم نہین کہتا کہ صوت ضاد کی عین ظاء ہی پھر بعد نقل عبارات کتب فقہ و قراءۃ و تفسیر کے لکھا ہی کہ چونکہ صوت ضاد اور دواد مین کچھ مشابہت نہین ہی اس صورت مین اگر ضاد مثل دواد کے پڑھا جاوے تو نماز سب کے نزدیک فاسد ہوگی اور جب ثابت ہوا کہ درمیان ضاد اور ظاء کے فرق بہت مشکل اور بغیر مشقت اور محنت کے حاصل نہین ہوتا تو بوجہ عموم بلوے کے اکثر فقہا کے ضاد کی جگہ ظاء پڑھ لینے سے نماز درست ہوجاویگی تمام کتابین معتبر فقہ اور تفسیر کی یہی حکم فرماتی ہین اور جنکے نزدیک ضاد کو ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی تو دواد پڑھنے سے بطریق اَولی فاسد ہوگی کیونکہ ضاد اور دواد مین تو کچھ مشابہت اور مناسبت نہین ہی بہرحال سب کے نزدیک لفظ ضاد مشابہ لفظ ظاء کے ہی۔ اور اُسی رسالے مین ایک فتوی مولوی شیخ عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند کا بھی اسی مضمون کا مذکور ہی اُسپر بائیس علمار کے دستخط ہوا ہیں جو ذیل مین منقول ہین اور انھون نے اس مسئلے مین ایک مستقل رسالہ مسمّٰی بہ اقتضاد فی الضاد بھی تالیف کیا ہی نہایت عمدگی اور تفصیل سے مع ایراد روایات و عبارات کتب فقہ و قراءۃ و تفسیر و تصریف کما ینبغی اس مطلب کو ثابت کیا ہی اور شکوک و اعتراضات کے جوابات شافیہ دیے ہین کسیکی چون و چرا کی گنجائش باقی نہین رکھی کیا ممکن کہ سلیم الطبع اور منصف مزاج آدمی سے دیکھے اور اُسکا تردد نہ مٹے۔ خلاصہ فتوی یہ ہی واضح ہو کہ کتب لغات اور فقہ اور قراءۃ سے معلوم ہوتا ہی کہ ادا کرنا ضاد کا نہایت دشوار ہی اور اسیواسطے لوگ اسکے ادا کرنے مین مختلف ہوا ہی ایک طور پر ہمیشہ اتفاق نہین رہا اور بعضے عرب کی زبان بھی بسبب اختلاط عجم کے خراب ہوگئی ہی اور یہ حرف نہ عین ظاء ہی نہ مانند دال کے ہی لیکن ظاء سے بہت مانند اور دال سے بہت مخالف ہی ضاد اور ظاء مین ایک ہی صفت کا اختلاف ہی ضاد مستطیل ہی اور ظاء قصیر ہی اور ضاد اور دال مین سات صفتون کا اختلاف ہی ضاد رخوہ ہی اور دال شدیدہ ضاد ساکنہ ہی اور دال قلقلہ ضاد مطبقہ ہی دال منفتحہ ضاد مستعلیہ ہی دال مستفلہ ضاد منفخہ ہی دال مرققہ ضاد مستطیلہ ہی دال قصیرہ ضاد منفوخہ ہی دال غیر منفوخہ اور بسبب بہت مانند ہونے ضاد کے ظاء سے علمانے ان دونون مین فرق کرنے کی تاکید فرمائی ہی۔ اسکے بعد آخر فتوی تک عبارتین کتابون کی مذکور ہین کتبہ فقیر محمد عبید اللہ

محمد سجان علی	انیس گلی	سید احمد حسین	سید محمد نذیر حسین	محمد امین الدین	سید شریف حسین	محمد بدر الدین	محمد اسحاق بہاری
منصور الرحمن	محمد مختار احمد	حافظ عبد اللہ	احمد اللہ	قاضی القضاۃ حسین علی	محمد حسین تجاوری	محمد رحمت اللہ	محمد عبد الوہاب
			محمد عبد القادر	نذیر احمد			

فقیر سعد الدین حنفی لاہوری یکم شہر ربیع الاول ۱۲۹۶ھ ہجری۔

اور حضرت مولانا محمد عبد الحی لکھنوی نور اللہ مضجعہ کا پورا مسودہ فتوی جو شامل بر دلائل و تطبیق عبارات کتب و دفع شبہات کے ہی وہ آپکے مجموعہ فتاوی مطبوعہ میں موجود ہی یہان اُسکا ملخص ذکر کیا جاتا ہی اور کسی قدر عبارات اُسکی نقشہ سوم مین بھی منقول ہو چکی ہی مخفی نرہے کہ در باب زلۃ قاری کے ساتھ ابدال ایک حرف کے دوسرے حرف کے ساتھ اختلاف متقدمین و متاخرین مین واقع ہی متقدمین کی رائے یہ ہی کہ اگر ایسا تغیر ہو جس سے بوجہ فساد معنی کے کفر لازم آتا ہی تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر ایسا تغیر نہو پس اگر بعد تغیر کے ایسی لفظ پڑھی کہ مثل اُسکا کہین کلام اللہ مین موجود نہو اور معنی اُس لفظ کا اصل لفظ قرآن کے معنی سے بعید ہو جیسے غراب کی جگہ عتاب پڑھنا تو بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور ایسا ہی اگر اُس لفظ کے جو بعد تغیر کے پیدا ہوتی ہی کچھ معنی نہون جیسے سرائر کی جگہ سرائل پڑھنا اور اگر مثل اُسکا قرآن مین موجود ہو اور معنی اُسکے بعید ہون لیکن تغیر بہ تغیر فاحش نہون تو بھی نماز فاسد ہوگی امام ابو حنیفہ و محمد کے نزدیک نہ ابو یوسف کے نزدیک اور اگر مثل اُسکا قرآن مین نہو لیکن معنی متغیر نہون جیسے قوامین کی جگہ قیامین پڑھنا اس صورت مین ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہوگی نہ نزدیک ابو حنیفہ و محمد کے اور یہ تفصیل قدما کے نزدیک ہر صورت تغیر مین ہی خواہ بوجہ اعراب کے ہو یا بوجہ ابدال حرف کے یا بغیر ذلک اور متاخرین کی رائے یہ ہی کہ اگر تغیر بوجہ خطا فی الاعراب کے ہو نماز نہ فاسد ہوگی تغیر معنے ہو یا نہو اور اگر خطا تبدیل حرف ہو پس اگر دونون حرف مین بغیر مشقت فصل و امتیاز ممکن ہی تو نماز فاسد ہوگی باتفاق المتاخرین جیسے صالحات کی جگہ طالحات اور اگر اُن دونون حرف مین بمشقت امتیاز ہوتی ہو جیسے ظا معجمہ مکان ضاد معجمہ اور صاد مہملہ مکان سین مہملہ و طا مہملہ مکان تا پس نزدیک اکثر متاخرین کے نماز فاسد نہوگی بعموم البلوی اور بعض متاخرین کے نزدیک اگر دونون حرف قریب المخرج مین تو فساد نہوگا اور اگر نہین تو فساد ہوگا۔ اسکے بعد کتب معتبرہ یعنی غنیہ اور فتاوی بزازیہ اور رد المحتار اور خزانۃ الروایات اور خزانۃ المفتین وغیرہ کی عبارتین نقل کر کے بعد اسکے لکھا ہی کہ ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ مفتی بہ اور اکثر مشائخ کا قول یہ ہی کہ مدار فساد و عدم فساد حصول امتیاز بین الحرفین بمشقت و بلا مشقت ہی اور بعض کے نزدیک بر تقدیر تغیر معنی کے صورت مشقت مین تعمد موجب فساد ہی اور عدم تعمد عفو ہی اور بعض کے نزدیک اعتبار قرب مخرج و بعد مخرج کا ہی اگر تغیر قرب المخرج کے ساتھ ہوا نماز نہ فاسد ہوگی ورنہ ہوگی اور بعض کے نزدیک گر بلوی عام ہو نماز نہ فاسد ہوگی اگرچہ قرب مخرج و اتحاد مخرج نہو اور معنی بھی متغیر ہو یہ سب اقوال متاخرین کے ہین ہرگاہ یہ امر ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ وہ جو قاضیخان مین لکھا ہی کہ اگر غیر المغضوب کو ظا معجمہ یا ذال معجمہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی اور ضالین کو ذالین پڑھنے سے فاسد ہوگی اور دالین پڑھنے سے فاسد ہوگی یہ بنا بر قول متقدمین کے ہی اور ایسا ہی غنیہ مین بھی جو لکھا ہی کہ مغضوب کو ظا اور ذال سے پڑھنا مفسد صلوۃ ہی

کیونکہ ان دو لفظون کے کچھ معنی نہین ہین لیکن ضالین ظاء معجمہ یا دال مہملہ سے یعنی ظالین اور دالین غیر مفسد ہین بسبب پائے جانے ان لفظون کے قرآن مین اور قریب ہونے معنی کے لیکن ظاہر یہ ہی کہ صاحب غنیہ سے اس مقام پر عبارت فتاوی قاضیخان کے سمجھنے مین غلطی ناقع ہو گئی ذال معجمہ کو مہملہ اور مہملہ کو معجمہ سمجھنے سے حکم صاحب غنیہ کا عکس حکم قاضیخان ہو گیا ہی - اور بنابر مذہب اکثر مشائخ کے ظاء اور ذال ساتھ پڑھنے سے نماز نہ فاسد ہو گی بوجہ تعسر امتیاز درمیان ضاد معجمہ اور ظاء معجمہ اور ذال معجمہ کے بخلاف دال مہملہ کے کہ اسمین اور ضاد معجمہ مین امتیاز بمشقت نہین ہی اور ایسا ہی بنابر مذہب مختار کے عدم تغیر کی صورت مین جیسا کہ عبارت خزانۃ الروایات وغیرہ سے واضح ہی الخ سو جو شخص کہتا ہی کہ حرف ضاد کو اگر بصورت ظاء یا ذاء پڑھا تو مفسد ہی اور بصورت دال مفسد نہین ہی اُسکا قول نہ موافق مختار اکثر مشائخ کے ہی کیونکہ اُنکے نزدیک ظاء اور زاء سے نماز نہین فاسد ہوتی اور نہ موافق متقدمین کے ہی کیونکہ اُن کی رائے پر بھی ظاء ولا الضالین مین مفسد نہین ہی جیسا کہ عبارت قاضیخان و غنیہ سے ظاہر ہی بلکہ موافق عبارت قاضیخان کے ذال معجمہ بھی ولا الضالین مین مفسد نہین اور دال مہملہ مفسد اور دلیل اُس شخص کی بھی قابل التفات نہین کیونکہ تمام کتب فقہ وغیرہ مین مذکور ہی کہ ضاد اور ظاء معجمتین متشبہۃ الصوت ومتعسر الامتیاز ہین اور بنابر اس قاعدہ متاخرین کے حرف ضاد جہان ہو اُسکے بدلے اگر ظاء پڑھ لیا جاوے نماز نہ فاسد ہو گی اور یہ عبارت قاضیخان کی ولو قرء غیر المغضوب بالظاء او ربالذال تفسد متفرع ہی طریقہ قدمار پر بلحاظ تغیر وعدم تغیر معنی کے نہ طریقہ مختار پر جیسا کہ صاحب غنیہ نے اسکی تصریح کر دی ہی اور یہی مسئلہ اور کتب مین بھی مذکور ہی کہیں دال مہملہ کے جواز کا نشان مذکور نہین الا غنیہ مین جس کی توجیہ مذکور ہوئی اور بر طبق مذہب متاخرین دال مہملہ کے ساتھ جواز ممکن بھی نہین کیونکہ دال مہملہ اور ضاد معجمہ مین تعسر امتیاز جو باعث جواز ہی نہین ہی اور یہ کہنا اُس شخص کا کہ قرار عرب وعجم ولا الضالین کو دال مہملہ سے پڑھتے ہین غلط محض ہی کیونکہ جسکو امتیاز مخرج ضاد اور دال مین نہین اور دونون مین امتیاز پر قدرت نہین رکھتا وہ قاری نہین اور علماء عرب و عجم بھی جو فن قراۃ سے واقف ہین اور مسائل فقہیہ پر مطلع ہین وہ دال مہملہ نہین پڑھتے اور جو ایسے نہین وہ حکم عوام مین ہین انکا اعتبار نہین تمام ہوا ملخص عبارت مجموعۂ فتاوی کا - اب بعد اس تفصیل مذکور کے گذارش ہی کہ دونون فریق متنازعین بہ نظر تحقیق و انصاف

اس کتاب کی دونون فصلون کے مضامین مندرجۂ متن و حواشی کو غور سے ملاحظہ کرین اور معلوم کرین کہ جمیع روایات و عبارات کتب معتبرہ و اقاویل و تحاریر علماے محققین و اماماء مجتہدین سے کیا ظاہر ہوتا ہی بس یہی فیصلہ ہی نفسانی غیظ و غضب اور اپنے اپنے طور و طریق کی پاسداری چھوڑ کر باہم متفق ہو جائین آپ بھی حق اختیار کرین اور دوسرون کو بھی احق کی ہدایت کرین حقیر کی ناقص نظر مین عبارات منقولہ بالا سے جو جو باتین مستخرج ہوتی ہین وہ یہ ہین اوّل ہر حرف کو اُسکے مخرج سے مع رعایت صفات ادا کرنا ضرور ہی خصوصًا حروف متشابہ الصوت مثل ث و س و ص اور ت و ط وغیرہ مین نسبت دیگر حروف کے زیادہ تاکید آتی ہی کہ باہم ملتبس نہ ہو جاوین۔ دوم ض و ظ و ذال و زا بھی باہم دیگر متشابہ الصوت اور سُننے مین ایک سے ہین اگرچہ بہ نسبت ذال و زا کے ظا کی مشابہت و مشارکت فی الصفات ضاد کے ساتھ زیادہ ہی لہٰذا یہان اور بھی زیادہ تاکید وارد ہی کہ ایک مین دل بجاوین سوم عمدًا باوجود صحیح پڑھ سکنے کے بلا عذر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا حرام و مفسد صلوٰۃ بلکہ موجب خوف کفر ہی چہارم۔ ضاد کے برابر اور کوئی حرف زبان پر دشوار اور متعسر التلفظ نہین پنجم ضاد اور ظا مین صرف مخرج اور ایک صفت یعنی استطالت کا فرق ہی کہ ضاد مستطیل یعنی دراز ہی اور ظا قصیر بس اور تمام صفات کا اشتراک ہی اگرچہ ضاد کی صفات بہ نسبت صفات ظا کے قوی ہین اور وہ جملہ سات صفتین ہین رخاوۃ سکونی اطباق استعلا تفخیم نفخ تفشی اور دال ان سب صفات مین ضاد کے خلاف ہی ششم۔ اگر قاری ضاد کو کامل طور پر حسب قاعدہ ادا کریگا تو بالضرور اُسوقت سُننے مین صوت اُسکی ہوگی مانند صوت ظا کے اور وہی اصل ضاد ہی لیکن یہ بڑے مشاق اور ماہر قاری کا کام ہی اور جب کسی قدر قصور کریگا تب ہو جاویگی صوت اُسکی بین بین یعنی صوت ضاد اور صوت ظا کے بیچ بیچ اور وہ ضعیف ضاد کہلاتا ہی اور اسی طرح کچھ اور قصور واقع ہونے سے صوت اُسکی مین صوت ظا کی ہوگی و علی حسب مراتب القصور ذال بھر زا تک پہونچیگی بہرکیف دال یا اور کسی حرف کی صوت سے کبھی نملیگی ہفتم ضاد اور ظا مین فرق کرنا ایسا مشکل امر ہی کہ قاریون کو اُسمین بہت ریاضت اور محنت کرنی پڑتی ہی کم مشق آدمی کو میسر نہین ہوتا ہشتم جب کہ ضاد کا تلفظ بہت دشوار تھا اسوجہ سے اُسکے بولنے مین زبانین مختلف ہوگئین اور اچھا پڑھنے والے تو بہت ہی کم بلکہ فی زماننا گویا نہین کا حکم رکھتے ہین پس بعضے لوگ ضاد کو ظا پڑھتے ہین اور بعضے دال بعضے ذال بعضے ذال سے ملا کر بعضے طا سے ملا کر بعضے لام پڑھ اور بعضے زا کی ملونے سے بعضے ظا کی ملونے سے یعنی ضاد اور ظا کے بیچ بیچ اور اکثر افغان ملک غزنین وغیرہ کے ضاد کو عذا پڑھتے ہین ولا الضالین کو ولا الغالین کذا فی ماشار الیہ مگر سوائے ظا اور ذال اور زا کے سب ساقط الاعتبار اور غلط ہین نہم۔ کما حقہ ہر حرف کو بقاعدہ تجوید ادا کرنا واسطے
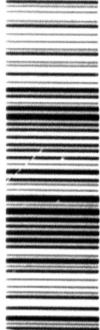
حاصل ہونے کمال ترتیل کے ہی نفس جواز اُسپر موقوف نہین ہی اگر نہو سکے تو بھی روا ہی - دہم - اس باب مین ہر شخص
پر جسقدر سکے مقدور کے مطابق کوشش شرط ہی اگر باوجود کوشش کے بھی صحیح نہ پڑھ سکے تو وہ معذور ہی - لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعہا - یازدہم - جیسا کہ ث - س ص یا ت ط مین فرق نکر سکنے یا اچانک ایک کی جگہ دوسرا منھ سے نکلجانے
سے نماز نہین فاسد ہوتی ویسا ہی ض ظ ذ ز مین بھی فرق نکر سکنے یا بلا قصد ایک کی جگہ دوسرا نکلجانے سے نماز نہین
فاسد ہوتی - دوازدہم - ض جس جگہ واقع ہو اُسکے عوض ظ پڑھی جا سکتی ہی بنا بر مذہب مختار اور مطابق قول
اکثر متاخرین کے اور دال کہین نہین پڑھی جا سکتی نہ بنا بر قواعد متاخرین کے نہ متقدمین کے بلکہ مفسد صلوٰۃ ہی
سیزدہم - ہر چند ظاء اور ذال یا زا کا پڑھنا بھی اصل کی نظر سے غلط ہی لیکن چونکہ یہ غلطی خفیف ہی اور کمال مشابہت
کی وجہ سے اس سے بچنا محال ہی لہذا معذور کے حق مین اسکو جائز رکھا گیا بخلاف دال وغیرہ کے کہ وہ فاحش غلطی
ہی اور اُس سے بچنا سہل ہی پس وہ اس حکم مین داخل نہوئی - چہاردہم - ض اور ظ کے باہم تبدیل کے جواز و عدم
جواز مین اگرچہ روایات فقہیہ مختلف ہین اور مختار و مفتی بہ جواز ہی کما عرفت لیکن دال کے عدم جواز مین کسی کا خلاف
نہین تمام کتب و تمام علماء سلف و خلف کا اتفاقی حکم ہی کہ لا یجوز - پانزدہم - آجکل جو عموماً ہندوستان و پنجاب وغیرہ
مین شرقاً و غرباً ضالین کو دوالین اور مغضوب کو مغدوب پڑھنے کا چرچا پھیلا ہوا ہی بلکہ چند پشت سے دیکھا دیکھی
اور سُنا سُنی یہ رواج چلا آتا ہی غلط عام اور سراسر بے اصل ہی کیونکہ جمیع کتب اور عمل علماء معتبرین کے خلاف ہی
شانزدہم - اکثر عوام بلکہ بعض خواص کالعوام کا یہ مقولہ کہ مغضوب اور ظالین پڑھنا شیعہ اور لامذہب لوگون کا
خاص شیوہ ہی ہمکو بچنا چاہیے پڑھنا بالکل جاہلانہ اور متعصبانہ کلام ہی - اوّل اس لیے کہ ہر مسلمان کو طالب اور عامل
حق کا ہونا لازم ہی ہر حال مین مخالفین کی ضد سے حق بات کو نہ چھوڑ بیٹھنا چاہیے ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا
تعدلوا شیعہ اور لامذہب لوگ تو نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہین تو یہ بھی خاص اُن ہی کا شیوہ ہو گیا دوم اسلیے
کہ خود اپنی کتابون اور امامون کے قول و عمل کو جنکی تقلید کا دعویٰ رکھتے ہو کیون نہین دیکھتے ہو انکو نہ ماننا اپنے آپ
شیعہ اور لامذہب بننا ہی - ہفدہم - تجوید قرارت کی اگرچہ اُستاد کے سامنے مشق کرنے اور اُسکی زبان سے
زبان ملا کر عمل کرنے سے جیسی حاصل ہوتی ہی ویسی نفس کتاب دانی اور عالم ہونے سے نہین حاصل ہو سکتی یہ مقرر
و مسلم امر ہی مگر چونکہ سلسلہ استاذی شاگردی کا بہت دراز ہو گیا اُسوقت سے آجتک کتنے استاد بیچ مین گذر گئے
اُستاذی قرارت بہت متغیر ہو گئی عرب کی اصل زبان عجمی زبانون سے خلط ہو گئی اس زمانے مین کامل استاذ
اور مستند قاری کا ملنا اکسیر کی طرح عزیز الوجود بلکہ عنقا کے مانند مفقود ہو رہا ہی لہذا استاذی سند کا اب اعتماد

نہین رہا سارا اعتماد کتابون ہی پر رہ گیا ہی جس استاد کی قراۃ کتاب سے موافقت کرے اسکو صحیح سمجھو ا
ناموافق کو غلط الغرض تمھارا ہمارا استاد یہی کتابین ہین اُن ہی کو دیکھو اور از خود مشق کرو جہانتک سکو صحیح
شرح فقہ اکبر مین امام فضلی کا قول بجواب سائل محیط سے منقول ہی کہ ضاد کی جگہہ ظا معجمہ پڑھنے والے کی امامت جائز نہین
اور اگر عمداً ایسا پڑھے تو کافر ہی اسی طرح بعض رسائل ہندیہ وغیرہ مین بھی یہ مضمون منقول ہی اور موجب اشتباہ ع
ناقص الافہام کا ہوا ہی اسکا مطلب وہ نہین جو یہ سمجھے ہین ورنہ تمام کتب اور ائمہ سلف کے برعکس مطلب ہو جاو
اور معاذ اللہ کفر کی نوبت بھی بہت دور تک پہونچے گی بلکہ مطلب اُسکا یہ ہی کہ ظا معجمہ پڑھنے والا جو کہ معذو
اور معذور کی امامت غیر معذور کے لیے جائز نہین لہذا وہ ضاد صحیح پڑھ سکنے والے کا امام نہین ہو سکتا اور
مقتدی بھی اُسی قسم کا ہو جیسا کہ آجکل کا حال ہی تب بیشک اُسکی امامت درست ہو سکتی ہی اور یہ معروف مسئل
اور عمداً ظا پڑھنے والے کو اسلیے کافر کہا کہ باوجود قدرت صحیح پڑھنے کے صحیح نہ پڑھنا استہزا اور تمسخر کر
کلام الٰہی سے اور یہ بلاشبہ کفر ہی یہ نہین سمجھتے کہ ہر گاہ ظا پڑھنا عمداً موجب کفر ٹھہرا باوجودیکہ ض اور ظ مین قر
مخرج اور تشارک صفات وازیکدیگر تمایز دشوار ہی تو دال پڑھنا تو بطریق اولیٰ موجب کفر ہو سکتا ہی کہ ض
اور دال مین نہ قرب مخرج ہی نہ تشارک ہی نہ ایک دوسرے سے امتیاز مشکل ہی غالباً اسیوجہ سے سائل
دال کا مسئلہ پوچھا ہی نہین کہ ظاہر تھا ورنہ امام فضلی ضرور اُسکے جواب مین بھی کافر بلکہ اکفر کا حکم فرماتے اگر
سے دیکھو تو خود یہین سے پتا ملتا ہی کہ فی الجملہ ظا پڑھنے کا چرچا اُس وقت مین بھی تھا اور قابل سوال کے
تھا اسلیے سائل نے اسکا مسئلہ تو پوچھا اور دال کا کچھ سوال نہ کیا اس لیے کہ اسکا چرچا اُسوقت نہ تھا پس
ہوا کہ یہ رواج سراسر بے بنیاد اور نیا نکالا ہوا ہی یا اگر تھا بھی تو ایسا ساقط الاعتبار تھا کہ سائل نے اُسکا س
کرنا فضول و نامناسب سمجھکر چھوڑ دیا و علی کل تقدیر امام فضلی کا کلام دالخوانون کے حق مین غیر مفید بلکہ
واقع ہی پس اسکو اُنکے مدعا کا مؤید جاننا نہایت کم فہمی ہی و سلنا کہ امام فضلیؒ کے نزدیک ظا پڑھ
مطلقاً منع ہی تب اس سے کیا نکلا نہایت یہی کہ ظا پڑھنا غلط ہی لیکن دال کا جواز تو پھر بھی مخفی رہگیا
اشارۃً عدم جواز ہی سمجھا جاتا ہی کما ذکرنا حالانکہ ظا کا جواز تو اور بہت طرح سے ثابت ہی جیسا کہ سا
واضح ہو چکا ہی اور دال کے جواز کا تو کوئی قائل نہین نہ امام فضلی اور نہ اور کوئی پس تاوقتیکہ دالخوان ا
مدعا کو کسی صریح معتبر دلیل سے ثابت نہ کر دے سکین صرف خشک دعوی اُنکا اور محض رواج عام کی تقلی
اڑ رہنا اصلاً قابل اعتبار نہین ہو سکتا اور یہ زعم اُنکا کہ ہم تو دال نہین پڑھتے ٹھیک ضاد ہی پڑھتے ہین

موٹا سا دال پڑھکر اُسکو ٹھیک ضاد سمجھ لینا بالکل بے اصل بات ہی اوّل اس لیے کہ تمام کتابین یہی کہ رہی ہین کہ ضاد کا ٹھیک ادا کرنا نہایت دشوار ہی پس اگر موٹا دال ہی ٹھیک ضاد ہی تو یہ تو کچھ دشوار نہین چھوٹے بچے بھی بلا مشقت پڑھ سکتے ہین اور دوم اس لیے کہ یہ بھی سب قراءۃ وغیرہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ضاد کی آواز مین نرمی اور درازی اور تفشی ہی اور پڑھتے وقت پھونک سی نکلتی ہی اور سننے مین ظاء کے مشابہ ہی سو خود انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہ بات موٹے دال مین کہان ہی ولکن ہذا آخر المرام فی ہذا المقام والعلم عند الملک العزیز العلام وانا المسکین الضعیف محمد عبد اللطیف الفنجابی النزاروی الحنفی الچشتی ثبتنی اللہ مادمت حیا علی دینہ الاسلام ونجانی ونحانی عن ہوجات الجہل وظلمات الشکوک والاوہام قد فرغت منہ بکرۃ الاحد الثامن والعشرین من ذی الحجۃ الشہر الحرام السابعۃ من العشرۃ الثانیۃ من المأۃ الرابعۃ بعد الالف من ہجرۃ خیر الانام علیہ الف الف تحیۃ وسلام فی قریۃ گلگنیہ من مضافات رنکفور صانہا اللہ من الآفات والعاہات

مادامت اللیالی والایام

منظوم للمولف

بفضل خالق اعلی و اسفل	ہوا پورا یہ میرا قول فیصل	اُسی کے فضل سے امید ہی اب	اگر دیکھین اسکو ملکر مسلمین سب
تعصب سے ولیکن صاف ہوکر	سراسر طالب انصاف ہوکر	یقین ہی سب کی ہو ویگی تشفی	رہیگا شک [illegible] کچھ بھی باقی
کہ مین نے اس بیان مین ہی جہانتک	ترددکا نہین چھوڑا نشان تک	بہ ترتیبے کہ میباید و شاید	بہ ترکیبے کہ زنگ دل زداید
ہوئی ہی کسقدر یان سعی مصروف	عیان کیا جو بیان فہم لی ست معروف	صلا اسکا نہین چاہتا ہون واللہ	کسی سے انما اجری علی اللہ
یہ تحسین وستائش کا ہون خواہان	نہ تشنیع خلائق سے ہراسان	کوئی دشمن کہے یا دوست جانے	کرے تسلیم یا ضد سے نہ مانے
مجھے پروا نہین بالکل کسی کی	نہ خاطر ہی یہان نا حق کسی کی	طرفداری سے کیا حق غرض ہی	تعصب کا نہ باطن مین مرض ہی
ہمین ہر دم صلاح کل ہی مقصود	تہ دل سے فلاح کل ہی مقصود	مجھے جو کرچکا مین جانفشانی	تمھارا کام ہی اب قدر دانی
[illegible] اسا دیدۂ حق بین کو وا کر	درون سے کبر و نخوت کو ہٹا کر	ادھر دیکھو کہ کیا طرفہ بیان ہی	نہ طرفہ بلکہ کیا تحفہ بیان ہی
[illegible] جائے بھی ہو کر کیا ہی	تمھاری کشمکش کا فیصلہ ہی	چلو اسپر کہ سب اسکو منظور	رہو افراط اور تفریط سے دور
[illegible] غنمو بکا ہی دفتر	کہ عقل و نقل دو شاہد مین اسپر	روایت یا درایت سے جو جسکے	پسند طبع ہوا اسکو وہ دیکھے

اگر با انہیں زنگار دل کا
نہ چھوٹے اور نہ نکلے خار دل کا

بزرگون چھوڑو اس جنگ جدل کو
یہود اور نصاری کے عمل کو

کچھ اس اللہ کی رحمت تو دیکھو
رسول اللہ کی شفقت تو دیکھو

عجب ہو وانکے کیا کیا نعمت نعمت
لمین اور تس پہ یہ کفران نعمت

سنانے نخواہ نخواہ کھٹکا نکالے
کہو اُسکو نکالے کیا نکالے

غرض جو بولنا ہووے تو بولے
زبان کو کھولنا ہووے تو کھولے

کہے جی بھر کے بنئے بحث تکرار
نمانین گے مگر ہم صرف انکار

کسی نے راہی کیا ہو گفتگو کا
یہان نعرہ ہے اب لن تفعلوا کا

سخن کر مختصر رکھدے قلم کو
یہان سے مت بڑھا آگے قدم کو

پذیرد ہر کرا از اہل یقین ست
کلام حق ہدی للمتقین ست

سمایا جسمین ہو جہل مرکب
خودی سے ظرف ہو جسکا لبالب

مقام حیف ہو اور جائے افسوس
یہی کہنا پڑیگا ہائے افسوس

ہلاک سرسری ہی یہ جھگڑنا
قرآن مین اختلاف بیمین لڑنا

خدا ئے پاک کی بخشش تو دیکھو
شہ لولاک کی کوشش تو دیکھو

اور اب اور بھی اک ہو گذارش
کوئی سنکر جو پاوے دلمین خارش

اگر ہے مانی الضمیر اپنا عیان وہ
جتاوے شوق سے چون و چنان وہ

اجازت ہو اُسے ہر طرح حاصل
بنے نخواہ مدعی یا ہووے سائل

گذارے شاہد اپنے مدعا پر
وگر نہ بس یہی کہدو بکا کر

لطیفا ہو چکا اتمام حجت
کیا تو نے ادا حق نصیحت

جسے کچھ عقل و دینداری سے مس ہو
خود اُسکے واسطے اتنا ہی بس ہو

مطیع النفس کب ہوتا ہو قائل
ہزارون کیون نہ دکھلا دو دلائل

کبھی الیسون کا جاتا ہو تحکم
فدعہم کیف ما کانوا و ذرہم

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی نزل الفرقان لیکون فاصلا بین الحق والباطل والنعم علینا بمواہبہ السابغۃ الہاطل[illegible] والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد الذی بین الحرام والحلال وفصل الہدایۃ والضلال[illegible] وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا مدارج التحقیق وسلکوا مسالک التدقیق اما بعد مخفی نرہے[illegible] کہ زمانہ خیر و برکت مین کتاب لاجواب ارشاد فی مسئلۃ الضاد تالیف منیف جناب مولانا[illegible] مولوی محمد عبد اللطیف صاحب جو طالبین راہ ہدایت کو کحل البصر اور گم گشتگا[illegible] چاہ ضلالت کو حق نما رہبر ہی باہتمام تام ذی الہمۃ المتین منشی محمد فخر الدین مالک[illegible] مطبع فخر المطابع ابن جناب حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم مغفور بماہ ذی قع[illegible] سنہ ۱۳۲۱ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مطابق فروری سنہ ۱۹۰۴ مطبع فخر المطابع لکھنؤ وکٹوریا گنج مین طبع ہو کر ہدیہ ناظرین والاتمکین[illegible] وانا العبد الکئیب راجی الی رحمۃ ربہ العلی محمد جعفر علی بجنوری مصحح مطبع[illegible]